عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۳۵

صبر کے درجات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کا خطبہ جمعہ

محرکاتِ شر

عریانیت
سامراجی قوتوں کا ایک مؤثر ہتھیار

سچا راستہ

حیات عیسیٰ
علیہ السلام کے بارے میں
اُمت کا اجماع

تذکرہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قدس سرہ

اٹک کے مسلم قبرستان کو ناپاک قادیانی مرزائی سے پاک کیا جائے ۔ اداریہ

رجب المرجب

رجب المرجب اسلامی سال کا ساتواں قمری مہینہ ہے اس میں "ر" اور "ج" دونوں مفتوح ہیں علاوہ ازیں یہ ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے اس کے لغوی معنی تعظیم اور تکریم کے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا اور رمضان پوری امت کا مہینہ ہے دوسری روایت میں آتا ہے کہ رجب جنت میں ایک چشمہ / شیریں ہے جو برف سے زیادہ سفید ہے جو اس ماہ میں روزے سے رہتا ہے اسے اس سے زیادہ پانی دیا جائے گا۔ ماہ رجب کی تیسری عظیم بالشان خصوصیت "معراج نبوی" ہے جو بالاتفاق ۲۷ رجب المرجب بروز دوشنبہ سنہ ۱۰ بعثت مطابق ۸ مارچ ۶۲۰ء دو سال قبل ہجرت ہوئی ماہ رجب المرجب کی چوتھی اہم خصوصیت فریضہ "زکوٰۃ" کی فرضیت ہے۔

ماہ رجب المرجب کے واقعات وحادثات

۱۔ طوفان نوح علیہ السلام کا آغاز یکم رجب المرجب

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء اور معراج کا واقعہ

۲۷ رجب سنہ ۱۰ نبوی ۸ مارچ ۶۲۰ء

۳۔ پنج گانہ نماز کی فرضیت بشب معراج

۲۷ رجب المرجب سنہ ۱۰ نبوی ۸ مارچ ۶۲۰ء

۴۔ فرضیت زکوٰۃ ۲۷ رجب المرجب ۱۰ نبوی ۸ مارچ ۶۲۰ء

۵۔ وفات ام المومنین حضرت میمونہؓ

۲۷ رجب سنہ ۳۹ھ نومبر ۶۵۹ء

۶۔ وفات ام المومنین حضرت حفصہؓ

۲۷ رجب سنہ ۴۱ھ اکتوبر سنہ ۶۶۱ء

۷۔ وفات حضرت امیر معاویہؓ

۲۲ رجب سنہ ۶۰ھ اکتوبر ۶۸۰ء

۸۔ وفات امام الائمہ حضرت ابوحنیفہؒ

۱۲ رجب سنہ ۱۵۰ھ اگست سنہ ۷۶۷ء

۹۔ وفات امام شافعیؒ

۳۰ رجب سنہ ۲۰۴ھ دسمبر سنہ ۸۱۹ء

یہ ہیں واقعات وحادثات ماہ رجب کے۔ اب ہمارے ہاں اس ماہ میں جو رسم بد ۲۲ رجب کو ادا کی جاتی ہے اس کی حقیقت کو بیان کرتا ہوں جس کا نام رجب کے کونڈے ہیں یہ رسم بد ۱۹۰۶ء میں رام پور یوپی بھارت سے شروع ہوئی اس کی ابتداء کرنے والا بغض امیر معاویہؓ کا لاعلاج مریض امیر مینائی جراتی ہے جس نے خاص طور پر حضرت امیر معاویہؓ سے بغض کی بنا پر اس رسم بد کو جاری کیا، یہ رسم قبیح ۲۲ رجب کو پوری کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سیدنا امام جعفر صادقؒ کی نیاز ہے حالانکہ ۲۲ رجب کو نہ تو سیدنا امام جعفر صادقؒ کا یوم ولادت ہے اور نہ ہی یوم وفات ہے بلکہ خال المسلمین کاتب وحی امین فاتح شام اور روم وافریقہ امیر المومنین امام المتقین سیدنا ومولانا ابو عبدالرحمٰن معاویہ بن سیدنا ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ہے اس لئے امیر مینائی نے سیدنا معاویہؓ سے بغض میں اس رسم بد کے ذریعے سے آپ کی وفات پر خوشی منائی انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سنی بھائی بھی بلاتحقیق پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس رسم کو جو سراسر صحابی رسولؐ کی توہین ہے اختیار کر چکے ہیں۔ سیدنا امام جعفر صادقؒ کی ولادت باسعادت ۸ رمضان المبارک کو ہوئی اور وفات ۱۵ شوال المکرم کو ہوئی، لہٰذا سیدنا امام جعفر صادقؒ کی ولادت یا وفات سے اس غلط رسم کا کوئی تعلق نہیں، یہ محض بغض معاویہؓ ہے جس کے متعلق مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں۔

من یکون یطعن فی معاویہ

فذالک کلب من کلاب ہاویہ

بحوالہ شفا شریف ج ۱ صفحہ ۱۰۳

ترجمہ: جو شخص امیر معاویہ میں طعنہ زنی کرے وہ جہنم کا کتا ہے

اور اس رسم بد کی ایجاد کے بارے میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کے خلیفہ خاص مصطفےٰ علی خان صاحب کی تصدیق بھی موجود ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ نیاز سب سے پہلے ۱۹۰۶ء میں رام پور میں امیر مینائی کے خاندان سے نکلی۔

بحوالہ انوار المناقب پیر جماعت علی شاہ

پیارے سنی بھائیوں سے اپیل

خدا کے لئے اس رسم بد سے اپنے گھروں کو بچاؤ صحابہؓ کی توہین کے مرتکب ہو کر خدا کے غضب کو دعوت مت دو اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہؓ کی سچی محبت نصیب فرمائے اور اس رسم بد سے محفوظ رکھے۔ آمین، ثم آمین۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا

لوگوں کے کہنے سننے سے آزردہ نہیں ہونا چاہئے لوگ جو باتیں تمہاری طرف منسوب کرتے ہیں اگر وہ تم میں نہیں تو کسی قسم کی فکر کی بات نہیں یہ بڑی دولت ہے کہ لوگ کسی کو بد سمجھیں اور درحقیقت وہ نیک اور صالح ہو اگر معاملہ اس کے برعکس ہو کر لوگ بد کو نیک جانیں تو یہ معاملہ خطرے کا باعث ہے۔

مقصد سے انحراف

اپنے مقصد سے ہٹ گیا انساں

خود کی نظروں سے گر گیا انساں

جب سے حکم خدا کو چھوڑا ہے

ہر مصیبت میں گھر گیا انساں

شاہین اقبال آثر کراچی

ہفت روزہ
ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت ۱۳ تا ۱۹ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ
مطابق ۹ تا ۱۵ فروری ۱۹۹۰ء شمسی
جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 35

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

اس شمارے میں

۱.	رجب المرجب	۲
۲.	صحابہؓ کے طفیل	۴
۳.	قادیانی مرداری۔ اداریہ	۵
۴.	خلافت صدیقیؓ	۶
۵.	خطبہ جمعہ مولانا لدھیانوی	۷
۶.	شیخ الہندؒ	۱۱
۷.	عریانیت	۱۴
۸.	سچا راستہ	۱۵
۹.	حیات عیسیٰ	۱۷

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰
فون نمبر: ۷۷۱۹۶۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ ——— ۱۵۰ روپے
ششماہی ——— ۷۵ روپے
سہ ماہی ——— ۴۵ روپے
فی پرچہ ——— ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان

سرپرستان
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ ——— مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب ——— پاکستان
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب ——— بنگلہ دیش
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود اور یوسف صاحب ——— برما
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب ——— متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب ——— جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب ——— برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب ——— کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب ——— فرانس

نارتھ امریکہ
- وینکوور ——— جمال عبدالستار
- ایڈمنٹن ——— عامر رشید
- وینی پیگ ——— میاں امید
- ٹورنٹو ——— حافظ سعید احمد
- مونٹریال ——— آفتاب احمد
- واشنگٹن ——— کرامت اللہ
- شکاگو ——— محمد عبدالغنی
- لاس اینجلس ——— فرزل رشید
- سیکرامنٹو ——— چوہدری محمد شریف گوندل

بیرون ملک نمائندے
- قطر ——— قاری محمد اسماعیل رشیدی
- دوبئی ——— قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی ——— قاری وصیف الرحمٰن
- برما ——— محمود یوسف
- بارباڈوس ——— اسماعیل قاضی
- سوئٹزرلینڈ ——— اے ریکو انصاری
- برطانیہ ——— محمد اقبال
- اسپین ——— راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک ——— محمد ادریس
- ناروے ——— میاں اشرف جاوید
- افریقہ ——— محمد زبیر افریقی
- ماریشس ——— محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ ——— اسماعیل نانڈا
- ری یونین فرانس ——— عبدالرشید بزرگ
- بنگلہ دیش ——— محی الدین خان
- مغربی جرمنی ——— خلیق الرحمٰن
- سنگاپور ——— سید زبیر حسن بخاری

صحابہؓ کے طفیل

سرور میواتی
لاہور

ضوفگن ہو گئیں ظلمات صحابہؓ کے طفیل
سر ہوئیں کتنی مہمات صحابہؓ کے طفیل

مل گیا درسِ مساوات صحابہؓ کے طفیل
جاں فزا ہو گئے حالات صحابہؓ کے طفیل

شکر للہ کہ ہم جیسے سیہ کاروں کو
مل گئیں خوب مراعات صحابہؓ کے طفیل

ربع مسکون میں ہر سمت پڑھی جاتی ہیں
روز قرآن کی آیات صحابہؓ کے طفیل

اہل ایمان کو ملتی رہیں گی ہے گا ہے
عرشِ اعظم سے ہدایاتِ صحابہؓ کے طفیل

کس کو انکار ہے اس سے کہ ہمیں پہنچی ہیں
دین قیم کی روایات صحابہؓ کے طفیل

تختۂ دہر پہ تبدیل چمن زاروں میں
ہو گئے لاکھوں خرابات صحابہؓ کے طفیل

فیضِ سرکارؐ سے ہوتا ہے سکینہ نازل
اہل ایمان پہ دن رات صحابہؓ کے طفیل

اہل سنّت پہ برستی ہیں مثالِ باراں
حق تعالےٰ کی عنایات صحابہؓ کے طفیل

اہل بیتؓ و شہ کونینؐ سے انشاءاللہ
خُلد میں ہو گی ملاقات صحابہؓ کے طفیل

اِس میں کیا شک ہے کہ اصحابؓ نبیؐ کے گستاخ
کھائیں گے کل کو بُری مات صحابہؓ کے طفیل

حشر کے روز عطا ہوں گے بلند و برتر
اہل سنّت کو مقامات صحابہؓ کے طفیل

رحم فرمائے گا سرورؔ پہ بھی انشاءاللہ
خالقِ ارض و سمٰوٰت صحابہؓ کے طفیل

اٹک میں مسلم قبرستان کو قادیانی مُردار سے پاک کیا جائے

ربوہ میں قادیانیوں کے دو مرگھٹ موجود ہیں ایک بہشتی مقبرہ کے نام سے اور دوسرا عام قبرستان کے نام سے ________ ان دونوں مقامات پر صرف قادیانی ہی دبائے جا سکتے ہیں۔ کسی مسلمان کو وہاں دفن ہونے کی اجازت نہیں۔ ویسے مسلمان بھی یہ نہیں چاہتے کہ مرتدوں، زندیقوں اور غیر مسلم قادیانیوں کے ساتھ ان کے مردے دفن کئے جائیں۔

تاہم قادیانیوں نے یہ اصول بنا رکھا ہے جس پر سختی سے عملدرآمد ہوتا ہے کہ وہاں کسی غیر قادیانی یعنی مسلمان کو دفن ہونے کی اجازت نہیں جب قادیانی کسی مسلمان کو اپنے دونوں مرگھٹوں میں دفن ہونے کی اجازت نہیں دیتے تو قادیانیوں کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے ناپاک مُردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دبائیں۔

جب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اس وقت سے قادیانیوں کو اپنے ناپاک مردے دبانے کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر دی گئی ہے اگر کسی جگہ ایسا ہوا بھی ہے کہ قادیانیوں نے اپنا کوئی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دبا دیا تو مسلمان نے اسے وہاں سے نکلوا دیا۔ اور قادیانیوں نے اسے لے جا کر اپنے مرگھٹ میں دبا دیا۔ ایسے بہت سے واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں دو واقعات تو کراچی سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک واقعہ اورنگی ٹاؤن کا ہے اور دوسرا اسٹیل مل کا۔ جہاں قادیانیوں نے اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دبائے جس پر احتجاج ہوا قریب تھا کہ عوام کے صبر کا بندھن ٹوٹتا انتظامیہ نے دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مردہ وہاں سے نکلوا دیا۔ اس طرح یہاں پر کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔

بعض مقامات پر انتظامیہ خصوصاً پولیس کے افسران ذمہ داری کا ثبوت نہیں دیتے۔ گذشتہ دنوں ضلع اٹک کے موضع سروالا کا ایک پولیس مین جو جہلم میں کسی جگہ تعینات تھا۔ اس کی بیوی مُردار ہو گئی جسے وہ وہاں سے لے گیا اور پولیس وردی کی دھونس جما کر اس مُرداری کو مسلمانوں کے قبرستان میں دبا دیا۔ اس واقعہ کی رپورٹ ختم نبوت یوتھ فورس کے نوجوانوں نے ایس پی کو دی ان دنوں صوبہ پنجاب کے وزیر مذہبی امور محترم قاری سعید الرحمٰن صاحب بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے یہ مسئلہ ان کے نوٹس میں بھی لائے انہوں نے بھی ایس پی کو کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ بڑا احساس مسئلہ ہے۔ قادیانی مُرداری کو مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دبانے دیا جائے۔

ایس پی نے پوری پوری تسلی دی اور تین پولیس والے موضع سروالا میں بھیج دیئے جن کے ساتھ ختم نبوت یوتھ فورس کے کچھ نوجوان بھی گئے۔ وہ سیدھے قبرستان پہنچے تو وہاں کافی تعداد میں مرزائی جمع تھے جن کے پاس اسلحہ بھی تھا۔ باہمی تعلقات کی بنا پر وہاں تھوڑی سی تعداد میں مسلمان بھی گئے ہوئے تھے۔ ختم نبوت یوتھ فورس کے نوجوانوں نے بلند آواز سے کہا کہ یہ قادیانی ہیں ان کے جنازے میں کوئی مسلمان شریک نہ ہو اور نہ ہی قادیانیوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے کسی ناپاک مردے کو دبائیں۔ جس پر قادیانی ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں زخمی کر دیا۔

یہ واقعہ اٹک شہر سے تین میل کے فاصلے پر ہوا۔ قادیانیوں نے ایک قادیانی مُرداری کو مسلمانوں کے قبرستان میں دبا دیا اور پولیس کی موجودگی میں ایسا کیا لیکن اس واقعہ کا اب تک کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ اخباری اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ اٹک کے غیور مسلمانوں میں اس واقعہ پر شدید ردعمل ہے پچھلے دنوں زبردست جلوس نکالا گیا جس میں توڑ پھوڑ بھی ہوئی تاہم انتظامیہ نے اس کی تردید میں کہا ہے کہ جلوس اور مظاہرہ پرامن تھا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

سوال یہ ہے کہ جس واقعے کی وجہ سے مسلمان سڑکوں پر آئے، جلوس نکالنے اور مظاہرہ کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس کا تدارک کیوں نہیں کیا گیا اور وہاں کی پولیس کیوں خاموش ہے؟ صرف اسلئے کہ مرنے والی پولیس مین کی بیوی تھی۔ اگر مسئلہ صرف ایک پولیس مین کا ہے تو کل کلاں ربوہ جو قادیانیوں کا مرکز ہے اگر وہاں کسی پولیس افسر کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آ جاتا ہے اور وہ پولیس افسر ربوہ میں قادیانیوں کے مخصوص مرگھٹ "بہشتی مقبرہ" میں اسے دفن کرنا چاہے تو کیا مرزائی ایسا کرنے دیں گے؟ (اگرچہ کوئی مسلمان خواہ پولیس افسر ہی کیوں نہ ہو خود بھی ایسا نہیں چاہے گا)

جب قادیانی اپنی مخصوص جگہ میں کسی مسلمان میت کو برداشت نہیں کر سکتے تو انہیں بھی قطعی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے کسی مردار یا مردارنی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دبائیں۔ اٹک میں یہ مطالبہ کہ قادیانی مردارنی کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکالا جائے پرامن انداز میں کیا جارہا ہے اور یہ بھی صرف اٹک شہر تک محدود ـــــ لیکن یہ معاملہ بڑھ بھی سکتا ہے اور پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے قبل اس کے کہ حالات آؤٹ آف کنٹرول ہوں وہاں کے مسلمانوں کا یہ مطالبہ فوراً تسلیم کیا جائے اور قادیانی مردارنی کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکالا جائے ـــــ چونکہ یہ مسئلہ صوبائی سطح کا ہے اس لئے صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب میاں نواز شریف کو اس کا نوٹس لینا چاہئے اور ایس پی اور دوسرے افسران جو اس راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں انہیں بھی وہاں سے تبدیل کیا جانا چاہئیے۔

خلافتِ صدیقؓ کے ناقابلِ تردید حقائق

از: الحاج ماسٹر محمد عمر خان گڑھ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پہلے شخص ہیں جنہیں اسلامی حکومت کے قائدِ اول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق رائے عامہ ہمیشہ سے بہت صاف تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے۔ خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر اسلام کے اجتماعی نظام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر بہترین فرد ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حیات میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کنا نقول فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکون اولی الناس بعد لامر فنقول ابوبکر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں بھی یہ بحث کیا کرتے تھے کہ آپ کے بعد کون حکومت کی ذمہ داری کے لئے قابلِ ترجیح ہوگا تو سب کی زبان پر ہوتا تھا "ابوبکر"

خود حضور ختمی المرتبت تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ یقین تھا کہ میرے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر ہی متفق ہوں گے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا۔

"مسلم نے بروایت زہری عروہؓ سے انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا "اے عائشہ میرے پاس اپنے والد ابوبکر اور بھائی عبدالرحمٰن کو بلوا دو میں اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے اور کوئی یہ نہ کہے کہ میں مستحق (خلافت) ہوں حالانکہ وہ مستحق (خلافت) نہ ہوگا یہ کہہ کر آپ نے فرمایا اچھا رہنے دو اللہ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی سے راضی نہ ہوں گے۔ شیخین رضوان اللہ عنہما کے افضل ہونے کا اجماع تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ میں کر چکے۔

ابن عساکر میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا جب ہم اصحابؓ آپس میں بیٹھتے اٹھتے تو اکثر کہا کرتے تھے کہ اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں اُن کے بعد عمرؓ پھر عثمانؓ پھر ہم خاموش ہو جاتے۔ (مکتوب مجدد الف ثانی ج ۲)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انتخاب کو اگر ایک حقیقت تسلیم کر لیا جائے تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات ہوئی جسد اطہر جنہیں موجود ہے امت اسلامیہ تجہیز و تکفین کی اہم تقریب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ نظام اور اسلامی سلطنت کے پہلے امیر اور قائد کا انتخاب کر رہی ہے تاکہ ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر نہ ہونے پائے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتخاب ایک مجلس انتخاب تھا یہ امت محمدیہ کا فیصلہ اصطلاحی طور پر سواد اعظم (طاقتور اکثریت) کا فیصلہ نہیں تھا بلکہ اس میں مکمل طور پر اجماع اُمت کا فیصلہ تھا۔

صدیقی انتخاب کے نتائج

(۱) پیغمبر اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات امت کے لئے تاریخ اسلامیہ کا سب سے بڑا المیہ تھا۔ تمام مسلمانوں کے حواس بجا نہ تھے کوئی شخص بھی آپؐ کی وفات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا حضرت فاروق اعظمؓ جیسے مدبر بھی کہہ رہے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر زبان پر لائے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اس موقعہ پر سیدنا صدیق اکبرؓ نمودار ہوئے اور فرمایا عمرؓ بس خاموش فمن کان یعبد محمدا فقد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت اب جو محمدؐ کا پرستار ہے تو وہ سمجھ لے کہ آپؐ وفات پا گئے۔ اور جو خدائے واحد لاشریک کی پرستش کرتا ہے تو وہ یقیناً زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس بر محل اقدام نے ملت اسلامیہ کو تباہی سے بچالیا

(۲) پیغمبر اسلام علیہ السلام کے انتقال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسی خدا ترس شخصیت کی ذات پر پوری ملت اسلامیہ متفق ہوگئی۔ بالآخر خاندان نبوت کے اکابر و خاندان ہاشمی کے بزرگ انصار و مہاجرین ایک فیصلہ پر متفق ہوگئے۔

ازالۃ الخفا جلد اول ص۳۱۸۔

(۳) حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کا داغ ابھی تازہ تھا کہ چہار طرف بغاوت ارتداد کا فتنہ رونما ہو گیا یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا

باقی صفحہ ۲۵ پر

خطبہ جمعہ

صبر کے درجات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ فیڈرل بی ایریا کی جامع مسجد فلاح میں ہر جمعہ کو نماز سے پہلے خطاب فرماتے ہیں، جو اپنی افادیت اور اہمیت پر کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ ذیل میں ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۸۹ء کے خطاب کو جو ٹیپ سے نقل کر کے حضرت مولانا موصوف کی نظر ثانی کے بعد پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد. ایک موقع پر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفویض اور تسلیم کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا یہ حضرات صوفیاء کی اصطلاحات ہیں۔ اور قرآن کریم میں بھی یہ لفظ آیا ہے : وافوض امری الی اللّٰہ. میں سپرد کرتا ہوں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اس کو تفویض و تسلیم کہتے ہیں یعنی اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔ اور مالک کی جانب سے جو معاملہ ہو اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا۔ شیخ نے فرمایا کہ نہ تو نعمتوں کو حاصل کرنا اپنے لئے اختیار کرو اور نہ مصائب کو دفع کرنا۔

اپنے لئے تجویز کرو، نعمتیں تم تک بہر حال پہنچیں گی، جو تمہاری قسمت میں لکھی جا چکی ہیں، خواہ تم ان کے لئے تگ و دو کرو یا نہ کرو، محنت کرو یا نہ کرو اور مصیبتیں اور تکالیف تم تک آکر رہیں گی، خواہ تم ان کو ناگوار سمجھو، اس پر بے قراری کا اظہار کرو، یا جو چاہو کرو، مصائب اور تکالیف تم سے ٹل نہیں سکتیں، اس لئے اگر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے کوئی نعمت آئے تو اس کا استعمال کرو شکر کے ساتھ۔ اور اگر مصیبت آئے تو اس کا استقبال کیا جاتا ہے صبر کے ساتھ لیکن اس معاملے میں لوگوں کے درجات مختلف ہیں

سب سے پہلا درجہ ہے تصبر، یعنی تکلف کے ساتھ صبر کرنے کی اور سہارنے کی کوشش کرنا۔ اگر آدمی سے صبر نہ ہو سکے تو صابروں کی سی شکل بنالینا، جو حضرات اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہیں ان کی شکل و صورت بنا لینا بھی اللہ کے یہاں بڑا محبوب ہے ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا" (ابن ماجہ ص۳۹۰)

یعنی رویا کرو اور اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنا لو۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑانا چاہئے لیکن ہمیں رونا نہیں آتا، آنکھوں میں آنسو نہیں آتے، دل میں رقت پیدا نہیں ہوتی، مجھی اگر رونا نہیں آتا تو رونے والوں کی شکل تو بنالو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی وہ عطا فرما دیں گے۔ ہمارے شیخ قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ، قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اکابر میں دو بزرگوں کو اخیر شب میں آواز سے روتے دیکھا ہے۔ ایک اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰؒ کو دوسرے حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کو اس طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے اور بلبلاتے تھے جیسے کسی بچے کی پٹائی ہو رہی ہو اور وہ رو رہا ہو لیکن دن کے وقت اور لوگوں سے ملتے وقت ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے، تو اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جو واقعتاً اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے کا حق ادا کرتے ہیں، اللہ کے سامنے رونا اپنی عبدیت کا اظہار کرنا ہے۔ حضرت شیخؒ کے یہ الفاظ کہ جس طرح کسی بچے کی پٹائی کی جا رہی ہو، بڑے عجیب الفاظ ہیں۔

تو رونے والے اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے ہیں، تمہیں اگر رونا نہیں آتا تو رونے کی شکل ہی بنالو، اللہ کے سامنے گڑگڑاؤ اور اگر گڑگڑانے کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو اللہ کے سامنے گڑگڑانے کی شکل تو بنالو اور اگر اصل بھی نہیں اور نقل بھی نہیں تو پھر دیکھئے کیا باقی رہتا ہے؟

ایک دن ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عصر کی جماعت رہ گئی تھی، معتقدین بڑا ہجوم کرتے ہیں، ماشاء اللہ جمعہ کے دن کسی دکان کا افتتاح تھا، بلایا گیا تھا، حضرت کو لے گئے، حضرت نے فرمایا بھائی جلد کی عصر کی نماز اپنی مسجد میں پڑھتا ہوں، میری عصر کی نماز جانے نہ رہ جائے۔ انہوں نے کہا نہیں جی! ہم پہنچا دیں گے، لے جانے کے وقت تو لوگ بڑے مستعد ہوتے ہیں، اپنے کام کا خیال ہوتا ہے، دوسرے کا خیال نہیں ہوتا۔ حضرت بنوریؒ جب واپس پہنچے تو نماز ہو چکی تھی، اس پر حضرت بڑے روئے اس دن میں نے حضرت کو خوب روتے ہوئے دیکھا، بہت روئے اور فرمانے لگے ہمارے پاس اصل تو ہے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل ہے، نماز تو ہمیں پڑھنی نہیں آتی بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کر لیتے ہیں، یہ نقل بھی ہمارے پاس نہ رہے تو پھر ہمارے پاس کیا رہا، اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے ہمیں اس چیز کی قدر نہیں ہے۔

پوری زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تین موقعوں پر تکبیر تحریمہ میں شامل نہیں ہو سکے ایک دفعہ بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور حضرت بلالؓ سے فرما گئے تھے کہ نماز کا وقت ہو جائے اور میں نہ آؤں تو ابوبکرؓ سے کہنا نماز پڑھا دیں گے، چنانچہ نماز کا وقت ہوا حضرت بلالؓ نے اذان کہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں گے؟ انہوں نے کہا "نعم ان شئت" - ہاں! اگر تم کہو تو پڑھا دیں گے۔

چنانچہ کچھ دیر انتظار کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ نماز پڑھائیے انہوں نے نماز شروع کر دی نماز ابھی شروع ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

اب لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو توجہ دلانے کے لئے تالیاں پیٹنا شروع کر دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لے آئے ہیں ”وکان ابوبکر لا یلتفت“ ابوبکر جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کو کسی اور چیز کی طرف التفات نہیں ہوتا تھا۔

جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجائیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تنبہ ہوا انہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا ”کھڑے رہو۔“

انہوں نے اظہار تشکر کے لئے دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھائے اور پھر پیچھے ہٹ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ تم لوگ تالیاں کیوں بجا رہے تھے؟ جب تم میں سے کسی کو نماز میں کوئی چیز پیش آجائے یعنی امام کو متنبہ کرنے کی ضرورت ہو تو تسبیح کہا کرو کیونکہ جب تسبیح کہی جائے گی تو امام کو تنبہ ہو جائے گا۔ ”فانما التصفیق للنساء“ تالیاں بجانے کا حکم عورتوں کے لئے ہے مردوں کے لئے نہیں، کیونکہ عورت کو بولنے کی اجازت نہیں اور مردوں کے لئے تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ کہے۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب میں نے کہا تھا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور نماز پڑھاؤ تم پیچھے کیوں ہٹے؟ عرض کیا:

”ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“

ابوقحافہ کے بیٹے سے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ہوں اور میں نماز پڑھاؤں یہ میرے بس کی بات نہیں۔

اس قسم کا ایک واقعہ مرض الوفات میں بھی پیش آیا تھا۔ طبیعت مبارک ٹھیک نہیں تھی۔ طبیعت پر ثقل تھا اس لئے مسجد میں تشریف نہیں لا سکتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نماز پڑھاتے تھے، ایک دن ذرا تھوڑا طبیعت میں سکون اور خفت محسوس ہوئی تو دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لے گئے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے

فکان ابوبکر یصلی بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس یصلون بصلوٰۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۹)

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت صحیح بخاری میں ہے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کے اقتدا کر رہے تھے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہوا ہے کہ اس نماز میں امام کون تھا ابوبکرؓ تھے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے؟ غالباً مذکورہ بالا الفاظ کے پیش نظر صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو پہلے امام تھے اب ان کی حیثیت مکبر کی بن گئی تھی۔

یہ دو واقعے تو ایسے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع ہونے کے بعد تشریف لائے ایک اور موقع پر سفر میں تھے، غالباً یہ سفر تبوک کا واقعہ ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت ضرورت کے لئے تشریف لے گئے تھے میں پانی کا لوٹا لے کر پیچھے پیچھے گیا آپؐ فارغ ہوئے تو میں نے وضو کروایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا اس کی آستینیں تنگ تھیں آستینیں اوپر کو نہیں اٹھتی تھیں آپ نے نکال کر کے اس کو کندھے پر ڈال دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے موزے پہنے ہوئے تھے میں لپکا کہ ان کو اتار دوں فرمایا: ”رہنے دو میں نے ان کو پاک ہونے کی حالت میں پہنا ہوا ہے“ چنانچہ آپؐ نے موزوں پر مسح فرمایا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم واپس آئے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی کیونکہ ذرا دیر ہو گئی تھی لوگوں نے انتظار کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تشریف نہیں لائے، ممکن ہے پیچھے رہ گئے ہوں ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں نماز قضا نہ ہو جائے تو حضرات صحابہ نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور ایک رکعت ہو چکی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسبوق ہو گیا ایک رکعت رہ گئی تو صحابہؓ بہت پریشان ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکعت پوری کرنے کے بعد ان کو اطمینان دلانے کے لئے فرمایا:

تم نے بہت اچھا کیا کہ نماز شروع کر لی اور یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ صحابہ کی جماعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا موقع ملا ہے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھائی یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے قرآن پڑھا کرتے تھے، جو ان کے بچوں کے برابر تھے ان سے قرآن پڑھا کرتے تھے یہ ان کی تواضع تھی۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین سے فرمایا تھا:

ان امرکن لمما یہمنی بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون۔

کہ تمہارا معاملہ مجھے فکر مند کرتا ہے اپنے بعد۔

یعنی میرے بعد تمہاری کفالت کی کیا شکل ہوگی اس کا بھی خیال آجاتا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اپنے اہل و عیال کے بارے میں فکر مند ہونا بھی سنت نبویؐ ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے آخر انسان انسان ہے پتھر نہیں ہے گوشت پوست کا انسان ہے۔ اور پھر فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے نیک مقبول بندے صابرین تمہاری خدمت کیا کریں گے۔ ان حضرات میں سب سے نمایاں شخصیت حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کی تھی جو حضرات امہات المومنین کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور ان کے پاس ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو بہت دعائیں دیتی تھیں۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن اپنے پاس کچھ نہیں رکھتی تھیں، جو آتا اسی وقت لٹا دیتی تھیں، وہ بھی تو آنحضرتؐ کی بیویاں تھیں، لاکھوں کے عطیات آتے تھے ایک دن ام المومنین کے پاس دراہم کا ڈھیر لگا ہوا تھا تقسیم کرتی رہیں سارا تقسیم کر دیا تو خادمہ کہنے لگی کہ حضورؐ کا روزہ ہے شام کو کچھ افطار کے لئے چاہیے تھا، فرمانے لگیں پہلے یاد دلا دیتی اب عورتوں کی طرح طعنہ دینے کا کیا فائدہ؟ یعنی یہ بات بھی یاد دلانے کی ہے کہ تمہارا روزہ ہے کچھ روزہ افطار کرنے کے لئے رکھ لو۔

تو میں عرض کر رہا تھا، صحیح معنی میں تو ایک ہی نماز نکلی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت نکل گئی تھی دو واقعے ایسے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا ابتدائی حصہ نہیں ملا پوری زندگی میں۔ اور ہماری جماعت کیا پوری کی پوری نماز بھی رہ جائے تو ہماری مسلمانی میں کوئی فرق نہیں آتا، بعض نقل تو آثار و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی، اللہ کے بندو اگر اصل بھی نہ ہو نقل بھی نہ ہو تو پھر کیا رہے گا کچھ بھی نہیں رہے گا۔

نقل تو آثار و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ نقل اللہ تعالیٰ

کو بہت محبوب ہے فکر مند نہ ہو اگر کہ ہمارے پاس اصل نہیں ہے یا جیسی نماز ہونی چاہیے ویسی نماز نہیں ہے ہمارے پاس جیسی تلاوت ہونی چاہیے ویسی تلاوت نہیں، جیسا احسان کا درجہ عبادات میں ہونا چاہیے ویسا درجہ نہیں ہے ہمارا۔ ہو بھی نہیں سکتا کیسے ہو سکتا ہے؟ اس میں زیادہ فکر مند نہ ہو اگر و بس کوشش تو ہو اچھی سے اچھی نماز پڑھنے کی، بہتر سے بہتر نماز پڑھنے کی، لیکن اس میں زیادہ پریشان نہ ہو اگر و بس کوشش کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اتارو وہ آپ کی نماز کا نقشہ کھینچو بس انشاء اللہ وہ نماز قبول ہو جائے گی۔ تو شاہ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ اگر صبر نہیں کر سکتے تو تصبر کرو، یعنی صبر والوں کا نقشہ بنا لو تکلف اور بناوٹ کے ساتھ ہی صبر کا اہتمام کرو شروع شروع میں ایسا ہی ہو گا لیکن رفتہ رفتہ مشق ہو جائے گی بقول حضرت حالی صاحب

پہلے ریا ہوگی پھر عادت بنے گی، پھر عبادت بنے گی،

پہلے تو صرف دکھاوا ہو گا، نام ہوگا، پھر مشق کرتے کرتے عبادت کی ایسی عادت ہو جائے گی کہ کوئی تم سے چھڑانا چاہے تم چھوڑ نہیں سکو گے اور جب اتنی پختگی ہو گی تو پھر آگے میرا قدم اٹھے گا عبادت کی طرف کہ اللہ کے سامنے جھک رہے ہیں، اس میں حقیقت آنا شروع ہو جائے گی اور اسی کا نام مجاہدہ ہے، یہی محنت ہے، جو مطلوب ہے، ہم لوگ چاہتے ہیں کہ پہلے دن جنید بغدادی بن جائیں اگر جنید بغدادی جیسی نماز پڑھیں تو پڑھیں ورنہ پھر نماز سے کیا فائدہ؟ یہ بات غلط ہے۔ تو شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے مصیبت آئے تو صبر کے ذریعہ اس کا استقبال کرو اور اس میں بہت سے درجے ہیں، پہلا درجہ تصبر کا ہے یعنی بتکلف صبر کرو، پھر اس کے بعد دوسرا درجہ آئے گا صبر کا جس کا مطلب ہے

کہ کسی مصیبت کو من جانب اللہ سمجھتے ہوئے اس کو سہارنا اس پر شکایت نہ کرنا حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو تکلیف ہمیں پہنچتی ہے اس میں یہ عقیدہ تو تمہارا ہو گا ہی کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اب یہ سوچو کہ یہ چیز جو منجانب اللہ آتی ہے، یہ کسی مقصد کے تحت ہے یا بے فائدہ ہے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے، حکیم کا کوئی کلام مقصد سے خالی نہیں ہوتا چلو یہ بات بھی طے ہو گئی کہ اس میں کوئی فائدہ ضرور ہے۔ اب فائدے میں تین احتمال ہیں، ایک یہ کہ اللہ میاں کا فائدہ ہو، ایک یہ کہ تمہارا فائدہ ہو، ایک یہ کہ مشترک فائدہ ہو کہ تھوڑا سا اللہ تعالیٰ کا فائدہ ہے کچھ تھوڑا تمہارا بھی ہے، لیکن پہلی اور تیسری صورت غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فائدہ حاصل کرنے سے بے نیاز ہے، وہ مخلوق کو فائدہ پہنچاتے ہیں یہ اس کا عام فیض ہے کہ سب کو فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن مخلوق سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کو منعم حقیقی کہتے ہیں، اگر وہ سب کو نعمتیں عطا کرتے ہیں سب پر احسان کرتے ہیں، مگر مخلوق سے کوئی نفع اور کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے، واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے منعم ہیں، احسان کرنے والے ہیں، وہ احسان و انعام میں کوئی نہ کوئی اپنا فائدہ ضرور رکھتے ہیں، کوئی شخص ثواب کی نیت کرتا ہے کہ مجھے اس کا ثواب ملے گا یہ فائدہ بھی کرنا ہوا، اور اگر کوئی اور فائدہ نہ ہو تو کم از کم یہی ہے کہ کسی کی بدحالی کو دیکھ کر دل میں جو کڑھن پیدا ہوگی تھی احسان کے ذریعہ وہ کڑھن جاتی رہے گی، کسی کو دیکھ کر جو اپنے دل کو تکلیف ہوتی تھی وہ ہمارے دل کی تکلیف دور ہو گی، کوئی لوگ ووٹوں کے لئے احسان کرتے ہیں، خدمت خلق کرتے ہیں، کہ ووٹ ملیں گے، کوئی خدمت خلق کرتے ہیں نام آوری کے لئے، سرداری حاصل کرنے کے لئے، قیادت حاصل کرنے کے لئے، کوئی احسان کرتا ہے آخرت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے،

"انما الاعمال بالنیات"

جیسی کسی کی نیت ہوگی حق تعالیٰ شانہ ویسا ویسا اس کے ساتھ معاملہ فرمائیں گے، لیکن بہرحال مخلوق کی طرف سے کسی پر جو احسانات ہوتے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی فائدہ بھی اپنا ہوتا ہے خواہ کسی درجہ کا بھی ہو اپنا فائدہ بھی مدنظر ہوتا ہے، یہ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے کہ تمام مخلوق پر انعام فرما رہے ہیں لیکن اپنا کوئی فائدہ نہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ مخلوق اس لئے نہیں بنائی کہ میں ان سے کوئی نفع کا معاملہ کرنا چاہتا ہوں کوئی سودا کرنا چاہتا ہوں، نہیں، بلکہ صرف بندوں پر احسان کرنے کے لئے یہ تخلیق فرمائی ہے پس اللہ تعالیٰ کا محض احسان ہی احسان ہے فضل ہی فضل ہے، انعام ہی انعام ہے تو اللہ کی طرف سے اگر کوئی تکلیف آتی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں وہ فائدے سے پاک ہے، قرآن کریم میں ہے

ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم،

ترجمہ، اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کریں گے تمہیں تکلیف دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ،

تو یہ طے ہو گیا کہ جو کچھ ہو رہا ہے تمہارے فائدے کے لئے ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں لیکن بات یہ ہے کہ فائدہ ہمیں کبھی محسوس ہوتا کبھی محسوس نہیں ہوتا مولانا فرماتے ہیں:

طفل می لرزد زنیش احتجام
مادر مشفق ازاں غم شاد کام

بچے کے پھوڑا نکل آیا تھا ماں نے کسی نشتر لگانے والے کے پاس، اس کا آپریشن کر دیا جائے نشتر تو بعد میں لگے گا بچے نے اس کو دیکھ کر ہی چلانا شروع کر دیا، بہرحال اس کو جیسے تیسے پکڑ کر نشتر لگوا دیا، اور پیپ گندگی سب نکل گئی، زخم کو صاف کر کے مرہم لگا دیا، تو بچہ لرز رہا ہے کانپ رہا ہے لیکن ماں خوش ہو رہی ہے کہ بچے کی تکلیف دور ہو گئی شکریہ بھی ادا کرتی ہے ڈاکٹر صاحب کا، اور اس کو فیس بھی دیتی ہے، احسان بھی مانتی ہے، تو ماں جو اپنے بچے کے نشتر لگواتی ہے، یہ بچے کے ساتھ اس کی شفقت و محبت ہے، مگر بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یوں سمجھتا ہے کہ ماں اس پر بڑا ظلم کر رہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے ساتھ جو معاملہ بھی ہوتا ہے ہمارے گندے مواد کا آپریشن ہوتا ہے، ہم اپنی کم عقلی اور نادانی کی وجہ سے اس کو نہیں سمجھتے، یہ بھی رحمت ہی کا معاملہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب نظر ذرا زیادہ صحیح کر دیتے ہیں تو بات سمجھ میں آنے لگتی ہے کہ یہ معاملہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے اس کی وجہ بھی سمجھ میں آنے لگتی ہے

بہرحال دوسرا درجہ صبر ہے صبر کے بڑے درجات ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وبشر الصابرین"

"اور خوشخبری دیدو صبر کرنے والوں کو،"

"الذین اذا اصابتھم مصیبۃ"

صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے،

قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون،"

تو یوں کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہیں اللہ کا مال ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔"

اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ"

شاہ عبدالقادرؒ ترجمہ فرماتے ہیں "یہ لوگ ہیں کہ ان کو شاباشیں ان کے رب کی جانب سے اور ان پر رحمت ہے۔"

یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہیں۔

واولئک ھم المھتدون

اور یہی لوگ ہیں صحیح راستہ پانے والے۔"

ان اللہ مع الصابرین"

پس جو تکلیف آئے اسے محبوب کا عطیہ سمجھتے ہیں۔ اور صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے اس کا شکایت نہ کرو۔ بس یہی صبر ہے۔

بزرگ فرماتے ہیں صبر کی تین علامتیں ہیں ایک یہ کہ شکوہ شکایت نہ کرے دوسری یہ کہ ضرورت سے زیادہ جزع فزع نہ کرے ویسے آدمی کمزور ہے جب تکلیف ہو تو ہائے کرے گا اس کی اجازت ہے اس کا کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ ہم تو بندے ہیں ہائے کہنا بندگی کا اظہار ہے، اپنے عجز کا اظہار ہے، اپنی کمزوری کا اظہار ہے، اپنی کمزوری کے اظہار کے لئے منہ سے ہائے بھی نکلے گی، تکلیف بھی ہوگی، لیکن جزع فزع کی اجازت نہیں جس سے بے صبری کا اظہار ہو شکوہ شکایت کی کیفیت پیدا ہو جائے ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب کوئی بیماری مزاج پرسی کرے تو بیمار کو چاہئے کہ پہلے الحمدللہ کہے اس کے بعد اپنی بیماری کو بیان کرے تاکہ بیماری کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی شکایت نہ سمجھا جائے۔

تیسرے یہ کہ مصیبت کی وجہ سے تمہارے اعمال شرعیہ یا طبعیہ میں کسی قسم کا تغیر پیدا نہ ہو، اگر تکلیف کی وجہ سے، مصیبت کی وجہ سے، نمازیں قضا ہو گئیں یا اور معمولات میں فرق آنے لگا تو یہ صبر کے خلاف ہے۔ یہ تین چیزیں اگر پائی جائیں تو یہ صبر جمیل ہے اور ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بہت بڑی عنایتیں ہیں بڑی ہی عنایتیں ہیں۔

شیخؒ فرماتے ہیں کہ تیسرا درجہ موافقت ہے کہ جو معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اس پر رضائے الٰہی کی موافقت کرو جب اس طرف نظر چلی جائے کہ معاملہ مالک کی طرف کیا جا رہا ہے تو موافقت پیدا ہو جاتی ہے، یہ صبر سے اونچا درجہ ہے، وہ قصہ مشہور ہے کہ شاہ دولہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں نے کہا کہ دریا میں کٹاؤ لگا ہوا ہے آپ ذرا دعا کر دیجئے کہ دریا کا رخ بدل جائے۔ فرمایا، ہاں مجھے وہاں لے چلو لے گئے، فرمایا ذرا کدال دے دو کدال دے دیا گیا، تو خود بھی گرانے لگے، لوگوں نے کہا یہ کیا غضب کر رہے ہیں، فرمایا جدھر مولا ادھر شاہ دولہ اگر مولا ہی چاہتا ہے کہ اس کو گرایا جائے تو شاہ دولہ کون ہوتا ہے جو کہے کہ نہ گراؤ، اور ان کی اس موافقت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دریا کا بہاؤ دوسری طرف پھیر دیا کٹاؤ بند ہو گیا اور دریا کا بہاؤ دوسری طرف مڑ گیا اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ عجیب ہوتا ہے تو یہ تیسرا درجہ ہے یعنی جدھر مولا ادھر شاہ دولہ۔

شیخ فرماتے ہیں چوتھا درجہ اس سے اوپر کا ہے اور وہ ہے تنعم و تلذذ۔ جب یہ چیز اور آگے بڑھتی ہے تو جس طرح نعمتوں سے لذت حاصل ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مصائب اور تکالیف آتی ہیں ان سے آدمی کو لذت حاصل ہونے لگتی ہے، جیسے بچے حلوہ کھاتے ہیں ان کو لذیذ لگتا ہے لیکن بعض لوگ مرچیں کھاتے ناک سے پانی بہہ رہا، آنکھوں سے بھی پانی بہہ رہا سی سی بھی کر رہے ہیں لیکن کھا رہے ہیں اس کے بغیر کھانا لذیذ نہیں معلوم ہوتا ہم لوگوں کو جس طرح نعمتوں سے لذت حاصل ہوتی ہے ان مقبولان الٰہی کو ان معاملات سے جن کو تکالیف و مصائب کہتے ہیں لذت حاصل ہوتی ہے یہ چھوٹا درجہ نہیں ہے بہت بڑا درجہ ہے حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہما دونوں باپ بیٹا صحابی ہیں حضرت عمران بہت اونچے درجے کے، بہت پیارے صحابی ہیں، وہ بھی ایک تکلیف میں مبتلا ہو گئے تھے انہوں نے داغ لگوالیا پرانے زمانے میں داغ دیکر یعنی لوہا گرم کرکے لگاتے تھے، اور اس کے ذریعہ بعض بیماریوں کا علاج کرتے تھے تو کسی آدمی سے شکایت کی کہ میں جب سے اس تکلیف میں مبتلا ہوا تھا مجھے فرشتے سلام کرتے تھے جب سے داغ دیا تو وہ سلام بند کر دیا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ دولت نصیب کر دی الغرض چوتھا درجہ یہ ہے کہ تکلیف اور مصیبت کو محبوب کی جانب سے سمجھ کر اس سے لذت حاصل کرو کیونکہ محبوب کی جانب سے جو تکلیف آئے وہ عاشق کے لئے موجب ہوا کرتی ہے ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی فرمایا اس کی مثال ایسی سمجھو کہ کئی سال کے فراق کے بعد کسی کا محبوب اچانک ملا ہے، اور وہ پیچھے سے آکر اس کو دبا دیا، اب محبوب موٹا تازہ فربہ اور عاشق بیچارہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا ہے محبوب نے اس کو جو زور سے دبایا تو عاشق کی ہائے نکلی، تو محبوب نے کہا کہ تمہیں تکلیف ہو رہی ہو تو تمہیں چھوڑ کر رقیب کو پکڑ لوں؟ اس حال پر عاشق کیا کہے گا وہ تو کیا کہے گا

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

دشمن کو یہ بات نصیب ہو کہ وہ تیری تلوار سے ہلاک ہوا کرے دوستوں کا سر سلامت رہے کہ آپ خنجر آزمائی کریں۔

صبر کرنے والوں کے چار درجے ہیں یہاں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت عجیب بحث کی ہے، وہ فرماتے ہیں ایک ہے مصیبت پر اجر ایک ہے صبر پر اجر یہ دونوں الگ الگ اجر ہیں۔ اگر کوئی صبر نہ کرے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ تکلیف اور مصیبت کا اجر عطا کریں گے، اور اگر صبر کرے گا تو صبر کا اجر الگ ملے گا، اور تکالیف کا اجر الگ عطا فرمائیں گے۔

شیخؒ فرماتے ہیں دوسرا درجہ صبر کا ہے، اور تیسرا درجہ اس سے بڑھ کر آگے ہیں یعنی یہ دیکھ کر کہ یہ مالک کی طرف سے ہے پھر آدمی میں جذبۂ موافقت پیدا ہو جاتا ہے اور چوتھا درجہ مصیبت سے تلذذ کا ہے ہمارے حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے ان کی ٹانگ میں تکلیف ہو گئی تھی ڈاکٹروں نے کہا ٹانگ کاٹ دینا پڑے گی فرمایا بہتر ہے، انہوں نے بے ہوش کرنے کو کہا فرمایا تم اپنا کام کرو، ہم اپنا کام کریں گے بے ہوش کرنے کی ضرورت نہیں بس تم اپنا کام کرو، اب اندازہ کیجئے کہ زندہ آدمی ہے اس کی ٹانگ کاٹی جا رہی ہے مگر وہ اف تک نہیں کرتا۔ سی بھی نہیں کی ہائے بھی نہیں کہا سبحان اللہ ان لوگوں کا کیا مقام ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے ان پر جو گذری وہ آپ کو معلوم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انا وجدناہ صابراً نعم العبد انہ اواب۔

ہم نے اس کو صبر کرنے والا پایا بڑے اچھے بندہ تھا بڑا رجوع کرنے والا تھا۔

سبحان اللہ کیا بات ہے؟ مالک کہہ رہا ہے بندے کو کہ وہ بڑا رجوع کرنے والا تھا۔

تو جب معانقت کے مقام سے بندہ ترقی کرتا ہے تو تنعم اور تلذذ کے مقام پر پہنچتا ہے کہ جس طرح نعمتوں سے لذت حاصل کرتا ہے اسی طرح اس کو تکالیف و مصائب سے راحت ملتی ہے

لیکن قصہ یہیں ختم نہیں ہوگیا، اس سے اوپر بھی ایک درجہ ہے، شیخ فرماتے ہیں وہ درجہ فنا کا ہے، مالک حقیقی کے سامنے بندے کا ارادہ و اختیار ختم ہو جائے، اس کے حکم کے سامنے چاہے کوئی خواہش باقی نہیں رہ گئی فنا ہو گئی "مردہ بدست زندہ" والا مضمون ہو گیا۔ اب مردے کا یہ چاہے کا کیا خواہش ہے اس کو جہاں چاہو رکھ دو، جس طرف چاہو پلٹ دو، اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا کہ دولت ہے نہ تکلیف، نہ راحت نہ کلفت، اس کی کوئی چاہت ہی نہیں رہی، یہ فنا کا مقام ہے۔ یہ آخری مرتبہ ہے اس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں۔ اور یہ اصل مقام عبدیت ہے، یہ ہے بندے کا اصل مقام، یہ تو ظاہر ہے کہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کرتے ہیں اور بندہ چاہے نہ چاہے اس کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوگا اس کے کرنے سے کچھ نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہوگا جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے جس کو چاہے غنی کر دے، جس کو چاہے فقیر کر دے، صحت اس کے قبضہ میں ہے، بیماری اس کے قبضہ میں ہے، راحت اس کے قبضہ میں ہے، تکلیف اس کے قبضہ میں ہے، یہ سب چیزیں جو اسباب کی دنیا میں ہیں ان اسباب کو تمہارے موافق کر دیں یہ اس کے قبضے میں ہے، اور تمہارے خلاف برگشتہ کر دے یہ اس کے قبضہ میں ہے، دشمن کو سرنگوں کر دے یہ اس کے قبضہ میں ہے کمزوروں کو تم پر مسلط کر دے یہ اس کے قبضہ میں ہے، یہ تو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہی ہوتا ہے لیکن بندہ عملی طور پر اس مقام پر آجائے یہ مقام بندگی ہے، بندہ اس مقام پر نہ آئے سرکش رہے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی شکایتیں کرتا پھرے تب ہوگا وہی جو وہ چاہے گا، لیکن یہ محروم رہا، یہ اصل مقام عبدیت ہے، شیخ فرماتے ہیں جب اس مقام عبدیت پر آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتوں اور رضامندیوں کے دروازے کھول دیں گے اور اپنی رحمت و رضا کی آغوش میں اس کی پرورش فرمائیں گے حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف و کرم سے ہمیں بھی اپنی رضا کی دولت نصیب فرمائے

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ

گردش دوراں کی سنگینی سے ٹکراتا رہا
ماں میں نغمہ صبر و رضا گاتا رہا
حادثوں کی جاں گسل موجوں سے ہو کر بے نیاز
نقشۂ قربانی و ایثار دکھلاتا رہا

تاریخ عالم میں بہت سی ایسی شخصیتیں گزری ہیں جنہیں بڑا کہلانا ہے یہ شخصیتیں علم و عمل کے مختلف میدانوں میں اپنے خصائص و صفات کی بنا پر بڑی کہلاتی ہیں۔ ملت اسلامیہ پاک و ہند کی تاریخ میں بڑے بڑے علماء دین، صوفیہ کرام، مشائخ عظام اور ادیبوں، مصنفوں، مفکروں اور قومی خدمت گزاروں کے ذکر سے خالی نہیں، ان کے نام ہماری زبانوں پر اور ان کے تراجم و تذکار زیر تحریر و مطالعہ آتے ہیں تو ہمارا سر فخر سے بلند اور سینہ غرور سے پھول جاتا ہے۔ انہی شخصیتوں میں سے ایک شخصیت کو ہم شیخ الہند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ شیخ الہند کو اکابر دار العلوم کے تیسرے طبقے میں شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا سن ولادت ۱۸۵۱ء بمطابق ۱۲۶۸ھ ہے۔ حضرت شیخ الہند جب پیدا ہوئے تو اٹھارویں صدی عیسوی کا نصف اول ختم ہو چکا تھا۔ یہ وقت برصغیر پاک و ہند کا ہی نہیں بلکہ ایشیا و افریقہ اور عالم اسلام کی تاریخ کا بڑا ہی سنگین وقت تھا۔ مغرب کی صلیبی طاقتیں جن میں برطانیہ (انگریز) پیش پیش تھا کم و بیش تمام ایشیا اور افریقہ کے ممالک پر غالب آ چکی تھیں اور ان کا استعماری اور استحصالی پنجہ دنیا بھر کے غریب عوام کے جسموں پر گڑ چکا تھا۔ ہندوستان کا وسیع و عریض خطہ خیبر سے راس کماری اور کشمیر سے بنگال تک انگریزوں کے زیر نگیں آچکا تھا اور دہلی کا آخری مسلمان مغل بادشاہ فرنگی کی بالادستی کا شکار ہو چکا تھا۔ شیخ الہند کی عمر ابھی بمشکل ۶، ۷ سال کی ہوگی کہ ۱۸۵۷ء کا وہ واقعہ برصغیر ہند میں پیش آگیا جسے انگریزوں کے خلاف پورے ہندوستان کی مسلح جنگ آزادی کہا جانا چاہیے۔ اس جنگ میں اہل ہند بری طرح ناکام ہوئے اور انگریز اسی فتح کے بعد دنیا کی سب سے بڑی سامراجی طاقت بن گئے۔ جن کی حکومت اور تسلط کا وسیع دائرہ مسلمان ممالک پر تھا۔ اس شکست خوردہ ماحول میں شیخ الہند کا بچپن بسر ہوا۔ تو حضرت محمود الحسن نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے چاروں طرف انگریزی استبداد کا جابرانہ و قاہرانہ جاہ و جلال دیکھا۔ جس کے ظلم تلے ایک مسلمان دنیا کراہ رہی تھی۔ تو دوسری طرف ہندوستان، ایشیا اور افریقہ کے بہت سے حصوں کے عوام سسکیاں بھر رہے تھے۔ محمود الحسن کے والد کا نام مولانا ذوالفقار علی تھا۔ اور وہ اس وقت کی ایک سربرآوردہ علمی شخصیت بھی تھے۔ آپ نے فارسی کی سب کتابیں اور عربی کی ابتدائی کتابیں اپنے چچا سے پڑھیں۔ ۱۸۶۶ء میں دار العلوم دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمود الحسن دار العلوم کے سب سے پہلے طالب علم تھے۔ انہوں نے کتب صحاح ستہ اور بعض دیگر کتابیں مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند سے پڑھیں اور سفر و حضر میں بھی ان کے ہمراہ رہے۔ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں تحصیل علم سے فارغ ہوئے اور بعض دیگر میں بطور معین مدرس دار العلوم دیوبند میں پڑھانے لگے ۱۲۹۴ھ میں دوسرے اکابرین کے ہمراہ جن میں مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد گنگوہی شامل تھے حج بیت اللہ کے لئے سفر کیا۔ شاہ عبد الغنی دہلوی ان دنوں مدینہ منورہ میں مقیم تھے ان سے اجازت حدیث لی۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ واپس آنے پر حضرت امداد اللہ کی سے شرف بیعت حاصل کی۔ ۱۲۹۷ھ میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا انتقال ہوا اور اس سانحہ کے تیسرے دن مولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے بھی وفات پائی مخدوم استاد کی وفات کے حادثہ نے مولانا محمود الحسن کو بالکل پژمردہ کر دیا۔ ۱۳۰۵ھ میں اس مدرسہ میں صدر مدرس کے فرائض انجام دینے شروع کئے۔ اس کا صدر مدرس ہونا بڑا اعزاز تھا۔ انہوں نے اپنے تجربہ علمی، فرض شناسی، تندہی اور

دلسوزی سے دارالعلوم دیوبند کو دنیائے اسلام کی ایک مرکزی درس گاہ بنا دیا ان کے زمانے میں ہندوستان کے علاوہ افغانستان ترکستان اور انڈونیشیا تک کے طلبہ علوم دینیہ دارالعلوم دیوبند کی تربیت و تعلیم سے مستفید ہوئے شیخ الہند کو جملہ علوم دینیہ میں رسوخ حاصل تھا لیکن ان کے درس حدیث کی شہرت تمام ہندوستان میں تھی ان کے درس کی نمایاں خصوصیت جمع بین الاقوال الفقہاء والمحدثین تھی اور یہی شاہ ولی اللہ کے خاندان کا طرز تعلیم تھا مجموعی طور پر آپ نے دارالعلوم دیوبند میں ۴۴ سالہ تدریسی خدمات انجام دیں آپ کے شاگردوں میں سے ہر فرد شہرت و عظمت کی بلندیوں تک پہنچا جن میں سے چند مشہور شخصیات یہ ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ اور مولانا محمد میاںؒ۔

آپ کی علمی خدمات کے علاوہ تدریسی خدمات بھی آپ کا ایک اہم باب ہیں انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء میں شروع کی گئی تحریک آزادی کے مشن کو آپ نے کافی آگے بڑھایا آپ نے تحریک کا مرکز کابل کو بنایا اور آپ کی تحریک "ریشمی رومال تحریک" کے نام سے مشہور ہے آپ بھی کئی دوسرے مسلم اکابرین کی طرح عسکری بنیادوں پر مسلمانوں کو منظم کرکے انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتے تھے لیکن اپنوں کی سازش اور ریشہ دوانیوں سے انگریزوں کے خلاف یہ تحریک بھی کامیاب نہ ہو سکی لیکن اس نے ہندو پاک کے مسلمانوں میں بیداری کی نئی روح پھونک دی اس سلسلے میں آپ نے ۱۳۳۳ھ کے آخر میں حجاز مقدس کا سفر کیا ۱۳۳۴ھ تک وہاں رہے ۱۳۳۵ھ کے آغاز میں آپ کو گرفتار کرکے مالٹا پہنچا دیا گیا۔ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ کو وہاں سے رہا ہو کر ہندوستان واپس پہنچے ان دنوں ہندوستان میں تحریک خلافت کا زور تھا آپ نے عمر کی زیادتی، نقاہت اور بیماری کے باوجود اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا جس کی وجہ سے عام مسلمانوں کے قلوب آپ کی طرف نہایت اخلاص کے ساتھ جھک گئے چنانچہ خلافت کمیٹی کے زمانے آپ کے لئے شیخ الہند کا لقب تجویز کیا کہ جو کہ ہر طرف اور ہر جماعت میں مقبول ہو گیا ——— بیماری کے باوجود تحریک خلافت میں آپ کی بھرپور جدوجہد اور مشقت سے صحت پر کافی اثر پڑا۔ علاوہ ازیں وجع المفاصل اور بواسیر کے پرانے امراض بھی عود کر آئے تھے لہٰذا صحت روز بروز گرنے لگی اور آخر کار ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ بمطابق ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو آپ کی روح مقدس تمام اہل اسلام کو یتیم و بے بس چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئی اور رفیق اعلیٰ سے جا کر مل گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وفات پانے کے بعد دہلی سے دیوبند تک جسد خاکی کو لایا گیا مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ الہندؒ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا آپ صرف حدیث و تفسیر، فقہ و اصول، منطق اور فلسفہ، حساب اور مساحت، ہیئت اور معقولات کے ہی بحر زخار نہیں تھے بلکہ ان کو ادبیات عربیہ، فارسیہ و اردو، شعر و سخن، اساتذہ فن کے مقالات اور قصائد و غزلیات اور مثنویاں وغیرہ اس قدر یاد اور ازبر تھیں کہ سننے والا حیران ہو جاتا تھا اور تعجب کرنے لگتا تھا کہ ان کے حافظہ میں کس قدر بے شمار علوم اور محفوظات کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر تاریخی معلومات اور سیاسی واقعات پر نہایت وسیع اور گہری تھی جس پر اطلاع پانے کے بعد انسان ششدر رہ جاتا تھا کہ یہ بے شمار امور کس طرح ان کے ذخائر علمیہ میں آ گئے علاوہ ازیں ہندوستان کی اقتصادی، معاشی، سیاسی، تجارتی، صنعتی، تعلیمی، انتظامی، جنگی، صحتی وغیرہ معلومات بھی اس قدر تھیں کہ بڑے سے بڑا ڈاکٹر اور ایل ایل ڈی اور اکانومکس پروفیسران تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

جہاں تک شیخ الہند کے پروگرام کا تعلق ہے برصغیر میں اسلامی اور انقلابی فکر کا چراغ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ نے روشن کیا تھا اس چراغ کی روشنی کو وسط ایشیا، اقصائے چین اور ماورائے قفقاز تک پھیلا دیا تھا اس عظیم انقلابی اسلامی فکر کو شیخ الہند نے عالمگیر جدوجہد کا روپ دیا اور آپ کے نامور شاگرد مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا احمد علیؒ وغیرہ نے اس جدوجہد کے انقلابی راستے ہموار کئے۔ افسوس کہ گزشتہ کئی سالوں سے مجددی و ولی اللہی فکر کے چراغ کی یہ لو مدھم پڑ گئی اور شیخ الہند کے پروگرام کی روح افسردہ ہو گئی ہے حالانکہ آج کے نازک اور سنگین حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ موجودہ مشکلات و مصائب کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم شیخ الہند کے انقلابی پروگرام پر عمل کریں جو قرآن و سنت اور سلف صالحین کے مسلک کا مرقع ہے یہ پروگرام انسانوں پر سے جبر و ستم کے نظام کا خاتمہ کرتا ہے نوع انسانی کو اخوت و ستم کے نظام کا خاتمہ کرتا ہے اور مسلمانوں میں جمہوریت اور اتحاد کی روح پھونکنے والا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پروگرام کو پیش کر کے اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

حضرت مجدد اور حضرت شاہ ولی اللہ کی فکر اور حضرت شیخ الہند کا پروگرام ان دس نکات پر مشتمل ہے۔

۱۔ مسلمانوں کو خالصتاً کتاب و سنت اور اسلامی نظریات پر یکجا کیا جائے۔
۲۔ سامراجی طاقتوں کے خلاف مزاحمت جاری رکھی جائے۔
۳۔ اسلام کے نام کو سیاسی خود غرضیوں کا آلہ کار نہ بنایا جائے۔
۴۔ انسانی تکریم و مساوات کے نظریہ کو عام کیا جائے۔
۵۔ معاشی امتیازات اور اقتصادی جبر کو ختم کیا جائے۔
۶۔ قوموں کے مساویانہ حقوق کا احترام کیا جائے
۷۔ فرد اور اجتماع کا تعلق متوازن بنایا جائے اور باہمی تعاون کو فروغ دیا جائے۔
۸۔ ہر جدوجہد عوام کی خدمت کے لئے ہو۔
۹۔ اسلام کو "دین رحمت" کے طور پر پیش کیا جائے: دین

باقی صفحہ ۲۵ پر

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دوکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۳۵۸۰۳

معرکاتِ شر

پروفیسر ضیاء الرحمن
شعبۂ اردو پشاور
یونیورسٹی

انسانی معاشرے میں خیر و شر کا تصادم ازل سے جاری ہے۔ قرآن پاک کی روشنی میں اگر تاریخ انسانیت کا مطالعہ کیا جائے تو نہ صرف ہمیں برسرِ پیکار نیکی و بدی کے محرکات کا علم ہوگا بلکہ اس حقیقت سے بھی آگاہی ہوگی کہ خیر کا اپنا مستقل وجود ہے اور اس کی خصوصیات بھی زماں و مکاں کی پابندیوں سے آزاد ہوتی ہیں۔

کل جہاں کی آبادی کی ابتداء تخلیق آدمؑ سے ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں ہابیل و قابیل کے درمیان رقابت کے نتیجہ میں ہابیل کا قتل دراصل اس دنیا میں شر کے ایک محرک کا مظہر اول ہے برادران یوسف نے بھی حسد ہی کی وجہ سے اپنے پاک دامن بھائی کو ہلاک کرنے کی تدبیر کی۔

غور سے دیکھا جائے تو موجودہ معاشرے میں بدی کے اسی محرک "حسد" نے جذبہ رقابت پیدا کرکے محدودے چند انسانوں کو لاتعداد معصوم و بے گناہ انسانوں کے قتل عام پر اکسایا۔ برائی کو صفحہ ہستی پہ عام کرنے کا دوسرا سبب غرور تکبر ہے۔

خالق کائنات نے اس سلسلے میں بتایا کہ قوم عاد کی کجروی بے راہ روی کا باعث اس کا تکبر و غرور تھا۔ ویسے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق خدا کو صفات خداوندی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

تخلقوا بہ اخلاق اللہ لیکن رحیم و کریم ہونے کے باوجود کسی کا متکبر ہونا اسے گوارہ نہیں۔ لہٰذا ہم میں سے جو بھی تکبر و نخوت کا مظاہرہ کرے گا، ممکن نہیں اس کا انجام اچھا ہو جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ فرعون متکبر ہونے کی وجہ سے سارے مال، افواج اور ظاہری عظمت شان سمیت غرق آب ہوگیا۔ اسی طرح حضرت محمدؐ کے مقابلے میں ابوجہل و ابولہب کی صورت میں تکبر و غرور کا ظہور ہوا۔ جنہیں بالآخر شکست و نامرادی سے دوچار ہو کر ہزیمت اٹھانی پڑی۔

شرک و بت پرستی بدی کو عام کرنے کا تیسرا سبب ہے۔ حضرت ابراہیم کی قوم اللہ کے بجائے بتوں کے سجدہ ریز ہو کر تحقیر انسانیت کا مرتکب ہونے کے باعث فنا ہوئی۔ حضرت محمدؐ کی بعثت کے بعد تثلیث کے پیروکاروں اور مشرکین مکہ کا انجام بھی بدی کا منطقی نتیجہ تھا۔ موجودہ صدی کے جملہ علماء نے احساس ذات، اثبات ذات اور عرفانِ ذات کی اہمیت اجاگر کرنے کی بساط بھر کوشش کی۔ آدمیت اور احترام آدمیت کو لازم ملزوم گردانا۔ دیکھا جائے تو موجودہ معاشرے کے بیشتر افراد اپنی بے کسیوں کم مائیگیوں کا مداوا اسی لیے نہیں کرپاتے کہ مادی و خارجی وسائل پہ تکیہ کرتے ہوئے حسرتوں اور آرزوؤں کا کاسہ لیے ساری توقعات "قصر" اور "ممبر" سے وابستہ کر لیتے ہیں۔

آباؤ اجداد، سرمایہ داروں اور مذہبی مجاوروں کی اندھی تقلید بھی بدی کی مہمیز ہے حضورؐ کی امانت و صداقت کا قائل ہونے کے باوجود بعض اہل عرب نے صرف آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کے باعث لات و عزیٰ کی پرستش نہ چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں قوم ابراہیمؑ کے بارے میں بتایا کہ اس نے حضرت ابراہیمؑ کے پیش کردہ واضح دلائل کو محض باپ دادا کی اندھی تقلید کے باعث رد کیا جو ان کی بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

سرمایہ داروں کی پُر فریب چالوں سے بندۂ مزدور کا آگاہ ہونا اتنا ہی دشوار نہیں ہوتا جتنا مشکل مذہبی رہنماؤں کی حقیقت و اصلیت سے واقف ہونا ہوتا ہے۔ اللہ نے سورۃ الاحزاب میں بتایا کہ قیامت کے روز جب اندھی تقلید کرنے والوں پر عذاب مسلط ہوگا تو وہ اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگیں گے کہ اے اللہ ان سرداروں اور مذہبی مجاوروں کو دوہرا عذاب دے کہ انہوں نے ہمیں راہ سے بے راہ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں بعض آدمیوں نے اپنی انفرادی شخصیت کے سحر سے معاشرے کو مسحور کرنے کی کوشش کی۔ عبدالحلیم شرر کے ناول "فردوس بریں" میں "شیخ علی وجودی" کا کردار اس قسم کی شخصیات کی عمدہ نمائندگی کرتا ہے۔

اردو کے کم و بیش ہر شاعر نے ایسے مذہبی مجاوروں کا مذاق اڑایا۔ اقبال نے تو واضح طور پر ملا و مومن کے الفاظ دو متضاد قوتوں کے لئے استعمال کئے۔

بعض شخصیتیں مجتہد ہونے کا یقین دلا کر گمراہ کرتی رہتی ہیں، حالانکہ مجتہد صرف وہ شخص ہو سکتا ہے جو قرآن حدیث، مذاہب سلف، لغت اور قیاس میں دستگاہ رکھنے کے علاوہ یقینی طور پر اخلاقی عیوب سے بری الذمہ ہو اس کا شباب بے داغ اور کردار مثالی ہو۔

بدی کا پانچواں محرک شہوت پرستی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں قوم لوطؑ کو خبیث کہا کہ شہوت پرستی و رہزنی اس کا شعار تھا اسی عیب کی بدولت صرف ایک ہی رات میں اس قوم کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے ہر فرد کے حقوق و فرائض متعین فرما کر واضح طور پر لڑکی کے سن بلوغت کو پہنچتے ہی والدین پر اس کا نکاح کروا دینا لازم قرار دیا۔ اسی طرح حضورؐ نے مردوں کو شادی کا حکم دیا اور شادی کی استطاعت نہ ہونے پر روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ تو "متعہ" کے بھی کافی عرصہ تک قائل رہے۔ متعہ دراصل متعین مدت کے لئے متعین رقم کے عوض نکاح کا نام ہے جس کی اجازت حضورؐ نے ابتداءً مخصوص حالات میں دی تھی۔ بعد ازاں ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیا گیا۔ یہ ہیش بندیاں شہوت پرستی کو روکنے کے لئے ہیں۔ موجودہ معاشرے میں عریاں جسموں، سیکسی تصویروں اور شہوتی تحریروں کی صورت میں بدی "خیر" کو بے راہ کرنے کی تگ و دو میں مسلسل معروف ہے۔

چھٹا محرک شر معاشرتی ناہمواری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں قوم ثمود کے اس عیب کی نشاندہی کی کہ قوم کے سردار میدانی علاقوں میں بڑے بڑے محلات تعمیر کرتے اور پہاڑوں کو تراش تراش کر بڑی عمارات بنواتے جبکہ قوم کی اکثریت کے پاس رہنے کا

باقی صفحہ ۲۰ پر

عریانیت

سامراجی قوتوں کا ایک مؤثر ہتھیار

لباس اور ثقافت کا چولی دامن کا ساتھ ہے کوئی اجنبی یا غیر ملکی کسی سوسائٹی میں داخل ہوتا ہے تو اس کو ممیز کرنے والی پہلی علامت اس کا لباس ہوتا ہے ہر شخص اپنا تعارف اپنے لباس سے کراتا ہے لباس کی وضع قطع ہمیں یہ بتاتی ہے کہ وہ کہاں کا رہنے والا ہے اور کس تہذیب سے اس کا تعلق رہا ہے؟

سچی بات ہے کہ لباس ہمارا پہلا گھر ہے، اور جلد دوسرا گھر ہے۔ جس طرح لباس ہماری شناخت کراتا ہے۔ اسی طرح ہماری جلد کی رنگت بھی پتہ دیتی ہے کہ ہمارا تعلق کس نسل سے ہے۔

ہمارے لباس حقیقت میں ہماری ثقافتوں کے لبادے ہیں۔

ایک عورت کی شان نہ تو اس کے ملک پر منحصر ہے نہ اس کے طرز تہذیب پر اور نہ اس کے اطوار پر۔ عورت کی شان اس کی اپنی ذات پر منحصر ہے۔

عورت انسانی حسن کا بنیادی سرچشمہ ہے، لباس عورت کی شان وقار کی ایک علامت ہے۔ اور ہر تہذیب میں لباس اس کے مخصوص تصور انسانی کا ترجمان ہوتا ہے جس تہذیب میں عریانیت پسند کی جاتی ہے وہ قدیم تہذیب کہلاتی ہے۔ لیکن عریانیت کو پسند کرنے والی تہذیب کبھی بھی ارفع اور بلند نہیں سمجھی گئی۔

مغربی معاشرے پر سرسری نگاہ بھی یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ اب اس طرح مغربی معاشرہ بھی لباس کو بوجھ سمجھنے لگا ہے۔ ان کے سر پر جنس اور جنسی خواہشات سوار ہیں۔ مغربی عورت کے ذہن میں بچپن ہی میں یہ بات ڈال دی جاتی ہے کہ صرف حسین، مشہور اور جنسی طور پر پرکشش لوگ ہی کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ مغربی ضبط زندگی کو غیر معتدل بنا دیتا ہے۔ اور آدمی کے اندر بتدریج مجرمانہ ذہنیت پرورش پانے لگتی ہے۔

اسلامی تہذیب، مغربی تہذیب سے بالکل دوسری انتہا پر ہے۔ وہ گویا مغربی تہذیب و ثقافت کی نفی ہے اسلامی تہذیب کے مقاصد مختلف ہیں۔ طریقے اور اصول جدا ہیں۔ نیکی و خیر کا تصور الگ ہے زندگی کے بارے میں پورا نظریہ مغربی اعتقادات سے متضاد ہے، مغرب کی تہذیب یہودی اور عیسائی مزاج سے بنی ہے۔ جب کہ مشرق میں واقع روس کا کیمپ کیمونسٹ ہے۔ دونوں معاشی نظاموں کے بارے میں انتہاؤں پر ہیں۔ پھر بھی اسلامی تہذیب کے مقابلے میں دونوں متحد ہیں اور گویا مل کر اسلامی تہذیب پر اپنا ثقافتی سامراج قائم کرنے کا منصوبہ رکھتے ہیں۔

جب آزاد مغرب اور جبری کمیونزم میں کشمکش برپا ہوئی تو اسلام نے نکتۂ اعتدال کی جانب سے رہنمائی کی۔ ایران کے ڈاکٹر علی شریعتی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ اسلام ایک شجر پاکیزہ ہے جس کا تعلق نہ تو مشرق سے ہے نہ مغرب سے اس کی جڑیں افلاک ہیں۔ اس کی شاخیں زمین پر سایہ فگن ہیں۔

بلاشبہ اسلام دین حق ہے اور برطانوی ادیب رڈیارڈ کپلنگ کے الفاظ میں مغرب، مغرب ہے اور مشرق، مشرق ہے دونوں کے درمیان کوئی نقطۂ اعتدال نہیں ہے۔

عورت کے جسم کو ڈھانپ کر رکھنا اسلامی فریضہ ہے جو خدا نے مومن عورت پر عائد کیا ہے اور اسی حجاب میں مسلمان عورت کی شان وقار ہے۔ آپ کسی معاشرے میں چلے جائیے اگر کسی عورت کو آپ نے با پردہ پایا تو آپ فوراً یہ سمجھیں گے کہ یہ مسلمان ہے۔ یہ مسلمان عورت کی شناخت ہے۔

قرآن کہتا ہے!

"اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادر کے پلو لٹکایا کریں، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ہی ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔" (احزاب)

قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو اس میں نقاب، جلباب، اور خمر کے الفاظ ملتے ہیں ان سب کو ملانے سے حجاب بنتا ہے حدیث شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ملتی ہے کہ ایک عورت نے حضورؐ کی خدمت میں درخواست پیش کی تو اپنے حجاب میں سے ہاتھ بڑھا کر پیش کی۔ اسی نوعیت کی متعدد احادیث ملتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے حجاب ضروری ہے۔

پیغمبر اسلام نے اپنی بیویوں کو ایک نابینا صحابی (حضرت عبداللہ ابن مکتوم) سے بھی پردہ کرنے کی ہدایت کی۔ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہ نے کہا لیکن وہ تو نابینا ہیں۔ ان سے پردہ کیوں ضروری ہے۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ لیکن کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں؟

حضرت فاطمہؓ سے پوچھا گیا۔ ایک مسلمان عورت کیلئے بہتر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا مسلمان عورت کے لیے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ مرد کو نہ دیکھ سکے اور نہ مرد اسے دیکھے۔

وفات سے قبل حضرت فاطمہؓ نے تاکید کی کہ ان کا جنازہ اس طرح ڈھانپا جائے کہ اس کا قد و قامت اور جسم بھی معلوم نہ ہو سکیں۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا بہت سی عورتیں ایسی ہوں گی جو بظاہر لباس پہنے ہوئے ہوں گی لیکن حقیقت میں عریاں ہوں گی ان کی خواہش ہو گی کہ دوسرے ان کی طرف کھنچیں اور وہ ان کی طرف۔ ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گی ایسی عورت حقیقت میں اسلامی تہذیب سے بیگانہ ہوتی ہیں امریکی نومسلم خاتون کریمہ عمر نے بھی لکھا ہے کہ حجاب فی الحقیقت خاموش دعوتِ دین ہے: یعنی یہ پیغام اسلام کی ایک غیر ملفوظ علامت ہے مسلمان عورت پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ پردہ کرے اسلامی لباس ساتر ہوتا ہے وہ عورت کے پورے جسم کو ڈھانپ لیتا ہے۔ لوگ جب کسی عورت کو نقاب میں دیکھتے ہیں تو ان کی توجہ پردے پر مرکوز ہو کر رہ جاتی ہے آگے بڑھ کر اس کے جسم کو نہیں دیکھ سکتی پردہ مسلمانوں کا ایک قدیمی رواج ہی نہیں بلکہ ایک مسلمان

باقی صفحہ ۲۰ پر

افسانہ یا حقیقت

سچا راستہ

از نعیم احمد

جان کلیور جس کا ایک کھاتے پیتے انگریز گھرانے سے تعلق تھا اس کو دنیا کی وہ تمام چیزیں میسر تھی جن کا ایک عام انسان صرف تصور کر سکتا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ ایک چیز سے محروم تھا اور وہ تھا دل کا اطمینان و سکون۔

آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران اس کی ملاقات ایک مسلمان نوجوان شاہد الاسلام سے ہوئی جس کی نظریں ہمیشہ نیچی اور اس آزاد ترین ماحول کے باوجود اپنے دامن کو پاک صاف رکھے ہوئے تھا جس نے کلیور کو حیران کر دیا اور شاہد کی عادات نے اس کو اپنی طرف مائل کیا آہستہ آہستہ ان کی دوستی مثالی دوستی میں تبدیل ہو گئی شاہد نے اپنا دوستی کا حق ادا کرتے ہوئے اس کے دل کو اطمینان دلانے کی خاطر اور اپنے رسولؐ کی سنت پوری کرنے کی خاطر اس کو دین کی کتب پڑھنے کو دیں اور دعوت اسلام دی

اس وقت شام کا سایہ ہر چیز کو ڈھانپنے میں مصروف تھا۔ اور کلیور اسلامی لٹریچر کی پڑھی ہوئی کتب اور اپنی گزاری ہوئی زندگی میں موازنہ کرنے میں مصروف تھا اور آہستہ آہستہ سڑک کے کنارے ٹہلتا ہوا جا رہا تھا۔ پہلی چیز جو اسے نظر آئی وہ ایک مسلمان بچہ کی زندگی تھی۔ پیدائش کے بعد اس کے کان میں اللہ کی وحدانیت کو ڈال دیا پھر جب وہ بولنے لگا تو اس کو بسم اللہ اور کلمہ سکھایا اور اس کو کامیاب ترین عمر سے ترجیح دی جا سکتی ہے مگر یہ سوچتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ اس نے اس عمر میں کیا کیا۔ مثلاً پیدائش کے بعد والدہ کے بجائے نرس کے حوالے اور نرس دن بھر میوزک لگائے رکھتی اور جب اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے ارد گرد کے ماحول کے مطابق میوزک کا شوقین بن گیا اور اس کے منہ سے ایک لمبی آہ نکل جاتی ہے

پھر اس کو اپنی جوانی نظر آتی ہے سرخ و سفید چہرہ، خوبصورت تندرست، اور لمبا قد، اپنا وقت کھیلوں اور ہر قسم کے برے ماحول میں گزرتا۔ ڈانس کا شوقین، میوزک پہ جان دیتا اور لوگوں کو بے وقوف بنانا اس کا من پسند مشغلہ تھا۔

پھر بوریت کو کم کرنے کے لئے ایک اچھی نوکری شروع کی مگر بوریت اور بے سکونی ختم نہ ہوئی تو آکسفورڈ میں داخلہ لے لیا اور شاہد الاسلام سے ملاقات ہوئی اور پھر دوستی ہو گئی۔

شاہد کا نام ذہن میں آتے ہی اس نے شاہد کے پاس جانے کا پروگرام بنایا۔ جب وہاں پہنچا تو شاہد کے گھر ایک کہرام مچا ہوا تھا شاہد ایک حادثہ میں اس دنیا کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر اپنے رب حقیقی کے پاس پہنچ چکا تھا وہ باہر ہو کر وہیں نم آنکھوں سے آنسو بھری آنکھوں میں شاہد سے پیار کا اظہار کرتے ہوئے اس کی جدائی کے غم کو دھونے کی کوشش کر رہے تھے شاہد ایک ایسا چراغ تھا جو ایک شمع کو جلاتے جلاتے بجھ گیا تھا اور کلیور کو ایک اطمینان سا دلا کے کی راہ بتا کر چل دیا۔ وہ اس وقت ایک شاپ کی دکان پاس کھڑا تھا اور بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔ کاش میں مسلمان ہوتا اللہ مجھے چلا کر لاتا کوئی ہے جو مجھے مسلمان ہونے کی تدبیر بتائے۔

اچانک اس کو اپنے کندھوں پر ایک بوجھ سا محسوس ہوا اور اس نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا تھا اور اس نے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا بولا۔ مسلمان ہونا چاہتے ہو۔ کلیور نے سر کو ہلا دیا

اجنبی:۔ یہ کیا مشکل ہے میں تمہیں مولانا صاحب کے پاس لے چلتا ہوں

(اور کلیور خوشی سے اس کے پیچھے چل پڑا)

وہ شخص ایک عظیم الشان کوٹھی میں کلیور کو لے گیا اور ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چل پڑا۔ اس کا ذہن ڈوبا جا رہا تھا اور اس کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہو رہا تھا

کیا مسلمان دیکھنے میں کچھ اور پڑھنے میں کچھ اور نظر آتے ہیں۔

قالین جس پہ پاؤں رکھتے ہی اس کا پاؤں قالین میں دھنس گیا ہر قسم کی تصویریں، بے جا فضول خرچیاں اور دکھاوا۔ اور وہ نفرت اور حقارت کے ساتھ ڈرائنگ روم کو دیکھتے ہوئے نکل جانا چاہتا تھا کہ ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا اس شخص نے پکار کر کہا۔ کہاں جا رہے ہو۔

غور کرنے پر کلیور کو پتا چلا کہ داڑھی مونچھ صاف اور سر پہ لمبی سی ٹوپی۔ ہاتھ میں سونے سے بنی ہوئی ایک گھڑی لئے اس کے پاس آیا جب بولا تو ایسے لگا جیسے بادل گرج رہے ہوں۔ "مجھے پروفیسر دانش کہا جاتا ہے اور آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔ آپ کا نام۔"

"کلیور" (ہاتھ ملاتے ہوئے) مجھے بھی خوشی ہوئی آپ سے مل کر مگر۔

پروفیسر: مگر کیا۔

کلیور: میں نے تو سنا ہے کہ مسلمان سادہ زندگی گزارتے ہیں اور عیش و عشرت اور فضول خرچی سے گریز کرتے ہیں۔

پروفیسر: آپ نے ٹھیک سنا مگر ہمارے پیغمبر "احمد قادیانی" کا ارشاد ہے کہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کی بھی عیش و عشرت سے لطف اندوز ہونا چاہئے ظاہر ہے کہ آخرت میں یہ چیزیں کہاں سے آئیں گی۔

کلیور: لیکن مسلمانوں کے نبی کا نام "محمدؐ" ہے

پروفیسر: (ہنستے ہوئے) بالکل ٹھیک سنا ہے آپ نے ہمارے رسول کے دو جنم ہیں ایک مکہ میں ہوا اور دوسرا قادیان میں

کلیور: لیکن مجھے میرے دوست نے یہ نہیں بتایا اور نہ ہی کتابوں میں پڑھا۔

پروفیسر: (پریشانی کے ساتھ) کون سی کتابیں پڑھی ہیں تم نے اور کس نے دی ہیں!

کلیور نے پروفیسر کو شاہد الاسلام کے بارے میں بتایا

پروفیسر:۔ دراصل یہ ایک ایسا طبقہ ہے جو ہمارے رسول کو نہیں مانتا مگر محمدؐ نے خود فرمایا تھا کہ میری امت میں ۷۲ فرقے ہوں گے ہمارا تعلق بھی ان میں سے تھا۔

کلیور: لیکن!

پروفیسر: لیکن ویکن کچھ نہیں تم سو ڈالر مجھے دے دو اور کلمہ پڑھ لو۔

کلیور حیران و پریشان ہو جاتا ہے اور چیخ پڑتا ہے تم فریبی ہو، مکار ہو۔ مجھے دھوکا دیتے ہو۔ تمہارے چہرے سے بھی نحوست اور چالاکی برستی ہے۔ تم کلمہ پڑھانے کے پیسے لیتے ہو۔ تم میں اور شاہد میں زمین آسمان کا فرق ہے اس کا نورانی چہرہ اور دین کے بارے میں بالکل کسی پیسے کے بغیر معلومات دیں۔

پروفیسر: چلاؤ مت۔ ابھی تمہیں بتاتا ہوں (اور کسی کو آواز دیتا ہے)

ایک صحت مند نوجوان آتا ہے اس کے ہاتھ میں پستول تھا اور اس کا رخ کلیم کی جانب تھا اس کی تلاشی لو

کلیم کی جیب سے پرس نکلتا ہے ڈالر کے نوٹوں کو دیکھتے ہی پروفیسر کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں مگر جب اس کا کارڈ دیکھتا ہے تو چلا پڑتا ہے وہ۔ یہ مرتی نازی مرزی جیسی ہے۔ اب اس کے باپ سے پیسہ بٹوریں گے اس کو بند کر دو۔ ہمارے پاس آنے والا یا تو قادیانی ہوتا ہے یا خالی جاتا ہے

نوجوان اس کو دھکیلتا ہوا ایک کوٹھری میں بند کر دیتا ہے

کون ہو تم برخوردار۔ اس کے کان میں ایک کسی کی آواز آتی ہے

کلیم نے اپنے دائیں طرف ایک ادھیڑ عمر شخص کو دیکھا اور اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ آپ کون ہیں۔

اجنبی۔ ایک مسلمان

کلیم۔ ایک دم ورد پر جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مسلمان جو کتابوں میں کچھ اور لکھتا ہے اور عملی زندگی میں کچھ اور لکھتا ہے لوگوں کو بے وقوف بناتا ہے اور پیسے بٹورتا ہے۔

اجنبی: بیٹا میں کچھ کچھ سمجھ گیا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا، مگر پھر بھی تم کچھ بتاؤ۔

کلیم: نہیں بتاتا۔ پہلے بہت کر کم کھپتا رہا ہوں (تلخی کے ساتھ)

اجنبی: بیٹا تم مجھ پر یقین کر سکتے ہو یا کم از کم بُرا نہیں ہوں

بیٹا مجھے معلوم ہے کہ تم ابھی جوان ہو خون گرم ہے اور تم جیسے ہر جب غصہ کم ہو تو پھر مجھے بتلا دینا

"خاموشی ہو جاتی ہے"

چند لمحوں کے بعد خاموشی توڑتا ہوا کلیم بولتا ہے بابا آپ ٹھیک کہتے ہیں میں ایک انگریز لڑکا تھا ایک دوست نے اسلام سے روشناس کرایا اور مسلمان بنا کر مجھے اکیلا چھوڑ کر اس دنیا سے چلا گیا (اور ساری حالات بتلاتا ہے)

اجنبی (مسکراتے ہوئے) بیٹا اسلام ایک سچا اور اعلیٰ مذہب ہے جو قیامت تک رہے گا میں اس کی سچائی کی چند باتیں ثابت کر کے تمہیں بتاتا ہوں تم آج سے چودہ سو سال پیچھے چلے جاؤ جب ہمارے نبی نے اسلام کی دعوت دی اور چودہ سو سال ہو چکے ہیں اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی ہی جا رہی ہے حالانکہ برصغیر میں ایک ظالم انگریز نے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے جہاں فاتح ہوتا وہاں کے ایک بچے کو بھی زندہ نہ چھوڑا مگر پھر بھی یہ دین بڑھتا ہی جا رہا ہے اس کے علاوہ رسولؐ نے فرمایا تھا کہ قیامت جب آئے گی تو سورج کی تپش انسانوں کو جلا دے گی مگر سائنسدان اب آکر دریافت کر رہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب سورج کی تابکار شعاعیں انسانوں کو ختم کر دیں گی جو اس وقت ایک حلقہ کی وجہ سے نہیں آتی جو زمین کے گرد موجود ہے مگر یہ آہستہ آہستہ ختم ہوتا جا رہا ہے اس کے علاوہ سنت رسولؐ ہے کہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنی چاہئیں مگر سائنسدان اب یہ دریافت کر چکے ہیں کہ انگلیاں چاٹنے سے انگلیوں پر موجود تیزاب کھانے کو جلد ہضم کر دیتا ہے اس کے علاوہ بیٹھ کر پانی پینے کا حکم دیا ہے مگر اب جا کر پتا چلا کہ کھڑے ہو کر پانی پینے سے پتھری کی بیماری ہوتی ہے یہ سب معجزات رسولؐ تھے کہ جن کے بارے میں آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے رسولؐ نے طریقے بتا دیے۔

کلیم: تو یہ کیا کہہ رہا تھا۔

اجنبی: اچھا اگر تم ابتدا ہی سے کچھ جان جاتے تھے ورنہ تم بھی اسی چکر میں ان کے ہتھے چڑھ جاتے۔ خیر وہ قادیان کی باتوں میں آئے جس کو یہ لوگ مانتے ہیں وہ ایک جھوٹا نبی تھا اور جب وہ مرا تو اس کو ایسی موت آئی کہ جو اس کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کافی تھی اس کو قے اور دست کی بیماری تھی اور جب وہ مرا تو اس ہی پاخانے اور قے میں مرا۔

کلیم: آپ کس طرح یہاں پہنچے۔

اجنبی: بیٹے یہ ضروری نہیں کہ جیسے تم آئے ہو ویسے ہر کوئی آیا ہو دراصل میں ایک غلام رسولؐ ہوں اور ان کی مخالفت کرتا ہوں اور میں اس چیز میں اتنا کامیاب ہوا کہ لوگوں کو ان کے ہتھے چڑھ جانے سے بچاتا رہا اور مجبوراً انہوں نے مجھے اغوا کیا اور اب تک میں قیدی ہوں۔ چلو نکلنے کی کوشش کریں گے اب ہم دو بھی ہو گئے ہیں۔ ایسا کرو کہ کھانا آنے والا ہے تم دروازے کے پاس ہی کھڑے رہو جیسے ہی وہ کھانا اندر کرے تم اس کو اندر کھینچ لینا دیکھے بھی تم صحت مند ہو

کلیم: آپ فکر ہی نہ کریں

اتنے میں قدموں کی چاپ کی آواز آتی ہے

کلیم بھاگ کر دروازے کے پاس جا کر ایک طرف چھپ جاتا ہے کھانا رکھنے والا جیسے ہی جھکا اس پر قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ بے ہوش ہو گیا اس کی جیب سے پستول برآمد ہوتا ہے کلیم نے اس کو قتل کرنے کی خاطر پستول اس کی جانب کیا کہ اجنبی چیخ اٹھا بیٹا ہمارا دین رحم کرنے کا حکم دیتا ہے تم اب مسلمان تو ہو گئے ہو۔ تو بہتر ہے اسے چھوڑ دو اللہ اس کو ہدایت دے

دونوں آہستہ آہستہ کوٹھری سے نکلتے ہیں اور تقریباً ہر جگہ اور ہر راستہ انہیں بالکل صاف ملتا ہے اجنبی کلیم کو لے کر آہستہ آہستہ ایک طرف کو چل پڑتا ہے

اجنبی: دیکھا بیٹا ہمارے پختہ ارادہ اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال تھی اور ہم لوگ اس بے وقوف کے ہاتھ سے نکل آئے اس کو صرف اللہ پاکؐ ہی ہدایت دے سکتے ہیں ورنہ ہم نے تو پہلے بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

کلیم: بابا! آپ نے پہلے کوشش کیوں نہیں کی کوشش کرتے تو پھر تو ضرور اللہ آپ کی مدد کرتے۔

اجنبی: بیٹا دراصل میں کمزور ہوں اور بیمار بھی۔ مجھ میں ہمت ہی نہ ہوئی کہ کوشش کرتا اگر کوشش پختہ ارادہ سے کرتا تو اللہ ضرور ہماری مدد کرتا

دونوں ساتھ چلتے ہوئے ایک مسجد کے ساتھ بنے حجرہ میں پہنچتے ہیں وہاں موجود لوگ دیکھ کر انہیں بہت خوش ہوتے ہیں اجنبی شخص اٹھ کر وضو کرتا ہے اور شکرانے کے نوافل ادا کرتا ہے۔

کلیم (قریب بیٹھے ہوئے نوجوان سے) یہ کیا کر رہے ہیں

نوجوان: یہ اس مسجد کے امام تھے اور ان کو قادیانیوں نے اغوا کر لیا تھا اور اب رہائی پر یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلئے شکرانے کے نفل پڑھ رہے ہیں

نماز کے بعد امام صاحب کلیم کا سب سے تعارف کراتے ہیں اور اس کو غسل کا طریقہ بتاتے ہیں غسل کرنے کے بعد کلیم جب ان کے پاس آتا ہے تو اس کو چند اہم باتیں بتاتے ہیں اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیتے ہیں ہر جانب سے "مبارک ہو" کی آوازیں آتی ہیں

امام صاحب: بیٹا اب تمہارا نام کلیم نہیں بلکہ عبدالعزیز ہے پھر اس کو دین کے بارے میں بتانے لگے

باقی صفحہ ۲۵ پر

حیاتِ عیسیٰؑ کے بارے میں اُمّتِ مسلمہ کا اجماع

از مولانا منظور احمد الحسینی صاحب

پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور اس سلسلے میں چند اکابر کی تصریحات پیش کی جا رہی ہیں۔

چوتھی صدی کے بزرگ امام ابوجعفر احمد بن محمد سلامہ الطحاوی حنفی اپنی مشہور کتاب عقیدۃ الطحاوی میں لکھتے ہیں۔

اس رسالہ میں عقیدہ اہل سنت والجماعت درج کیا جاتا ہے جو فقہاء ملت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی، امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری اور امام محمد بن حسن شیبانی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذہب کے مطابق ہے اور ان اصول دین کا بیان ہے جس کا یہ حضرات عقیدہ رکھتے تھے۔ اور جن کے مطابق یہ حضرات رب العالمین کی اطاعت و بندگی کرتے تھے۔

(ص ۲)

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ دجال نکلے گا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یاجوج و ماجوج نکلیں گے اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا اور دابۃ الارض اپنی جگہ سے نکلے گا۔ (ص ۱۳)

چوتھی صدی کے مجدد امام اہل سنت ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری اہل حق کے عقائد ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔"

(کتاب الابانہ ص ۴۸)

امت کا اجماع

امام ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ امت کا اس عقیدہ پر اجماع ہے جو حدیث متواتر میں وارد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔ (البحر المحیط ج ۲، ص ۴۷۳)

اس عقیدے میں کوئی اختلاف نہیں

مشہور بزرگ شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں

بے شک عیسیٰ بن مریم نبی و رسول ہیں۔ اور یقیناً اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخری زمانہ میں حاکم منصف بن کر آئیں گے اور ہماری شریعت کے مطابق عدل کی حکومت کریں گے۔" (باب نمبر ۷۳)

آٹھویں صدی کے امام ابوحیان اثیر الدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی الغرناطی المالکی اپنی تفسیر "البحر المحیط" میں آیت کریمہ یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی کے تحت لکھتے ہیں۔

اور امت کا حدیث متواتر کے اس مضمون پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔"

(ج ۲ ص ۴۷۳)

اور اپنی تفسیر النہر المادمن البحر میں (جو البحر المحیط

خوشخبری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام سے لے کر آج تک مرکزی "دار المبلغین" کا شعبہ مصروف عمل ہے جس میں ہزار ہا ملکی و غیر ملکی طلباء و علماء نے ردِ قادیانیت کا کورس کیا

امسال ۱۴۱۰ھ میں یہ کورس ۱۵ شعبان سے ۳۰ شعبان تک دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہو رہا ہے

جسکی نگرانی عالمی مجلس کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی فرمائیں گے ملک کے پروفیسر، لیکچرار، دانشور، علماء کرام، مناظرین اسلام "ردِ قادیانیت" کے مختلف عنوانات پر لیکچر دیں گے۔ علماء، خطباء، منتہی، طلباء، اسکولز و کالجز کے اسٹوڈنٹس سادہ کاغذ پر اپنے کوائف لکھ کر درخواستیں ارسال کریں۔

تمام مقامی جماعتیں اپنے ہاں سے نمائندے بھجوائیں

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، فون ۸۰۹۷۸

کے حاشیہ پر طبع ہوئی ہے۔ لکھتے ہیں۔
اور امت کا اس عقیدے پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں۔ اور زمین پر نزول فرمائیں گے۔ (ج ۲، ص ۳۰۴)

یہ عقیدہ تواتر سے ثابت ہے

آٹھویں صدی کے امام حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن الخطیب ابی حفص عمر بن کثیر القرشی الدمشقی الشافعی آیت کریمہ وانہ لعلم للساعۃ کے تحت لکھتے ہیں۔
اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث مروی ہیں کہ آپ نے قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے نازل ہونے کی خبر دی ہے۔
(ج ۴، ص ۱۳۲، ۱۳۳)

متفقہ عقیدہ

: نویں صدی کے حافظ الدنیا شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی الشافعی تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر میں لکھتے ہیں
رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا تو تمام اصحاب اخبار و تفسیر اس پر متفق ہیں کہ وہ جسد عنصری کے ساتھ زندہ اٹھائے گئے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اٹھائے جانے سے پہلے مرے تھے اور پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے یا نیند کی حالت میں اٹھائے گئے
(ج ۳، ص ۲۱۴)

یہ عقیدہ اجماع امت سے ثابت ہے

الشیخ الامام حسن بن عمر بن معروف الطی الدمشقی الحنبلی (۱۲۰۴) مختصر لوامع الانوار البہیہ میں لکھتے ہیں۔
قیامت کی علامت کبریٰ میں سے تیسری علامت یہ ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کا نزول کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔
رہا اجماع تو پوری امت کا اجماع ہے کہ وہ نازل ہوں گے اور اس شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق عمل کریں گے آسمان سے نازل ہونے کے وقت اپنی شریعت پر عمل نہیں کرینگے اگرچہ نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگی اور اس کے ساتھ متصف ہوں گے۔ (ص ۱۱۸)

اجماع ہو چکا ہے

دسویں صدی کے بزرگ امام جلال الدین سیوطی کتاب الحاوی للفتاویٰ میں لکھتے ہیں۔
"حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے علماء نے اس کی تصریح کی ہے احادیث اس میں وارد ہوئی ہیں اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔
(الحاوی للفتاویٰ ج ۲، ص ۱۵۵ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

اجماع منعقد ہے

گیارہویں صدی کے بزرگ سلطان العلماء نور الدین علی بن سلطان محمد القاری المعروف بملا علی قاری نزول مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"اس مسئلہ پر احادیث بغیر نزاع کے ثابت ہیں اور اس میں اجماع منعقد ہے
(ضوء المعانی شرح قصیدہ بدء الامالی)

ذکری خارج از اسلام ہیں

تحریر: محمد سلیم خان بلوچ

آپ نے پہلے پڑھا کہ یہ ملا محمد اٹکی کو آخری رسول و آخری نبی مانتے ہیں۔ لہذا ختم نبوت کے موضوع پر کیا بحث کی جائے۔ ذکریوں نے خود فیصلہ کیا ہے کہ ہم منکرین ختم نبوت ہیں حج کے بارے میں میری پہلی کاوش "وادی مکران کا مصنوعی حج" کا مطالعہ ضرور کریں۔ یہ لوگ حج بیت اللہ کے منکر ہیں۔ اور یہ لوگ تربت شہر کے جنوبی جانب دو تین میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی (کوہ مراد) پر ۲۷ رمضان کو حج کرتے ہیں۔

ذکریوں کے بارے میں شرعی عدالت قلات کا فیصلہ!

بلوچستان ریاست قلات کے ڈھائی سو سال کے دور حکومت میں ذکری غیر مسلم شمار کئے جاتے تھے۔ حضرت فقیر اللہ کی ترغیب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میر نصیر خان کو خواب میں ذکریوں پر حملہ کرنے کا حکم صادر فرمانا۔ اور میر نصیر خان کا جہاد کے ارادے سے ذکری حکومت پر حملہ کرنا وغیرہ۔ امور ان کے غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ہوئے۔ اور ہمیشہ عدالت عالیہ ریاست قلات نے ان کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محکمہ معارف ریاست قلات کے قاضیوں نے نکاح مابین ذکری و مسلم ناجائز قرار دیا تھا جہالت کی وجہ سے یا دھوکہ اور فریب سے اگر کوئی ایسا کرتا تو قاضی نکاح فسخ کرا دیتا۔ سابق گورنر و خان قلات احمد یار خان مرحوم کے دور میں ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ ایک ذکری منشی غلام سرور نامی شخص نے ملوک نامی مسلمہ عورت سے نکاح کر لیا۔ بعد میں ملوک کسی وجہ سے مرتد ہو کر ذکری مذہب اختیار کر گئی۔

قاضیوں نے نکاح فسخ کرا دیا۔ اور ملوک کو مرتد قرار دیا۔ اس پر خان قلات کے وزیر صاحب نے قاضی کے فیصلے کو بلا تحقیق منسوخ قرار دے کر نکاح برقرار رکھنے کا حکم دیا۔ جس پر محکمہ معارف ریاست قلات کے تمام قاضیوں اور علماء نے بطور احتجاج خان قلات کو اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ اور پمفلٹ بھی شائع کیا۔ اس میں وجوہات استعفےٰ کے متعلق اس طرح لکھا ہے:

"۱۱ جولائی کو ایک دوسرا حکم متعلق منسوخی شرعی فیصلہ درباره بندش نکاح مسماۃ ملوک مرتدہ (جو پہلے نمازی مسلمہ تھی) ہمراہ منشی غلام سرور ذکری ساکنان بستی بند موصول ہو کر محکمہ معارف کے زخموں پر نمک پاشی کا باعث بنا۔ حالانکہ شرعی دریافت میں مسماۃ ملوک دختر رمضان مرتدہ ثابت ہو کر کسی مسلم یا غیر مسلم کے نکاح میں آنے کے قابل نہ رہی اور ساتھ ہی شرعی طور میں گنجائش بھی رکھی گئی تھی کہ اگر حکومت قلات کو محکمہ معارف کی مجلس شوریٰ کے شرعی فیصلہ پر اطمینان نہ ہو تو وہ ہندوستان و افغانستان کے مفتیان اعظم و علمائے کرام سے اندریں بارہ فتویٰ حاصل کر کے اطمینان حاصل کر سکتی ہے۔ مگر جناب وزیر اعظم صاحب بہادر نے اس پر عمل پیرا ہونے کی بجائے غیر شرعی دیانت کو مقدم جان کر اپنی شخصی رائے سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو توڑ کر بندش نکاح کو منسوخ فرما کر بذریعہ تار عمل درآمد کرانے کا اقدام کر کے شرع محمدیہ کی سخت ترین ناقابل برداشت توہین کی جس پر ہم نے متفقہ طور پر جناب ناظم صاحب امور دینیات کے ذریعہ حضور اعلیٰ حضرت خان معظم کی خصوصی توجہ منعطف کرا کر عرض کی کہ شرع انور کے فیصلے کے حکم کی منسوخی ملتوی فرما کر علمائے ہندوستان و افغانستان سے شرعی فیصلے کے خلاف فتویٰ منگوا کر عملدرآمد فرمایا جائے۔"

آگے مطالبات کے سلسلے میں لکھا ہے: "اور آئندہ کے لئے یقین دلایا جائے کہ ریاست میں کسی بدعقیدہ اور ملحدانہ خیالات کے نام نہاد مسلمان کو کسی ذمہ دارانہ عہدے پر تعینات نہیں کیا جائے گا۔ اور آئندہ کے لئے نمازی اور ذکریوں کے درمیان ازدواجی تعلقات کی نسبت امتناعی قانون نافذ کیا جائے"

احتجاج کے طور پر استعفیٰ پیش کرنے والوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب

(۲) مولوی محمد بخش قاضی سروان۔

(۳) قاضی القضاۃ قلات قاضی عبدالصمد صاحب

(۴) مولوی عبدالحلیم نائب ناظم صاحب۔

(۵) مولانا محمد اسماعیل صاحب مبلغ سراوان

(۶) تحصیلدار محکمہ معارف مولوی شمس الدین صاحب

(۷) مولانا قاضی عبدالحمید صاحب قاضی سوارب

(۸) مولوی شاہ نظر صاحب صدر مدرس جامعہ نصیریہ

مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء

موجودہ وقت کے بلوچستان و مکران کے قاضیوں کا فیصلہ،

اس وقت بھی صوبہ بلوچستان میں تمام قاضی ذکریوں کو غیر مسلم سمجھ کر ان کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اور شرعی عدالتوں میں ان کی گواہی قبول نہیں کی جاتی کیوں کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ نکاح کے سلسلے میں ۱۹۷۵ء میں بھی سابقہ واقعات کی طرح ایک اور واقعہ پیش آیا اگر کولواہ کے قاضی، قاضی برکت اللہ صاحب نے بھی سنی بدل ذکری جو دھوکہ کے لئے مسلمان ہوا تھا۔ اور مسماۃ امینہ مسلمہ کے مابین نکاح فسخ کرانے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ مقدمہ تطویل ہے قاضی صاحب کا حکم، فیصلہ پیش خدمت ہے۔

نقل فیصلہ عدالت فیملی کورٹ

جج کولواہ اوران

مقدمہ فیض محمد ولد دلمراد حبیب ولد شہداد سکنہ لباش

بنام:

بدل ولد باران، موسیٰ ولد رحمت، مسماۃ امینہ بنت مروشی سکنہ لباش۔

دعویٰ تنسیخ نکاح

فیصلہ ۱/۲۰ حکم

چونکہ مدعا علیہ بدل پہلے ذکری مذہب کا پیرو تھا اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے ایک مسلمان لڑکی سے شادی کی۔ اور اب مرتد ہو کر پھر ذکری ہو گیا۔ یہ مذہب قادیانیوں کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے۔ یہ مذہب جو محدود تعداد میں ہے۔ صرف بلوچستان میں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ پانچ وقت نماز کے منکر ہیں، حج بیت اللہ کے منکر ہیں۔ یہ لوگ ضلع مکران بمقام تربت شہر کے ایک پہاڑ جس کو "کوہ مراد" کہتے ہیں۔ سال میں دو بار حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ رمضان کے روزوں کے منکر ہیں۔

یہ لوگ نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نباشد) یوں کلمہ پڑھتے ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی

رسول اللہ۔ "محمد" سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں، بلکہ ایک اور محمد ہے جس کو محمد اٹکی کہتے ہیں۔ یہ اٹک پنجاب میں ایک جگہ ہے۔ یہ شخص وہاں کا باشندہ تھا۔ اور مکران ضلع میں آکر اس مذہب کی بنیاد ڈالی۔ یہ لوگ صرف رات کے آخری حصہ ذکر چوگان کرتے ہیں۔ اس لئے یہاں مسلمان ان کو ذکری کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے آپ کو بھی ذکری کہتے ہیں۔

چونکہ مدعا علیہ نے دھوکہ اور فریب سے کام لیکر ایک مسلمان شخص کو دھوکہ دے کر نکاح کرلیا۔ اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا۔ لہٰذا اصل میں وہ ذکری تھا اس نے شادی کی خاطر اس طرح لڑکی کو بھی دھوکا دیا۔ اور اپنا نام مذہب بنایا۔

لہٰذا مندرجہ بالا فتاویٰ اور فقہا کی تصریحات کی بموجب یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ اور مدعیان کو اعتراض کا حق ہے۔

پس میں حکم کرتا ہوں کہ یہ نکاح فسخ ہو کر مدعا علیہا بمنہ بل کی زوجیت سے خلاص ہے۔ اور وہ مسماۃ ایمنہ سے علیحدہ ہو مسل بعد داخل دفتر ہوا، فریقین موجود ہیں حکم سنایا۔

مہر عدالت فیملی کورٹ 75-1-30

جج کولواہ مکران

دستخط قاضی برکت اللہ، قاضی کولواہ

فیملی کورٹ جج کولواہ آواران مکران

قاضی صاحب نے جب اپنا فیصلہ سنایا تو ذکریوں نے اس فیصلے کے خلاف ڈسٹرکٹ جج قلات ڈویژن کی عدالت میں اپیل کی۔ ذکریوں کا موقف یہ تھا۔ کہ قاضی صاحب نے مذہب سے متعلق جو بحث کی ہے۔ ان کے دائرہ اختیار سے باہر ہے مگر ڈسٹرکٹ جج نے قاضی صاحب کے فیصلے کو برقرار رکھا اور اپیل خارج کردی۔ ذیل میں ہم قاضی صاحب کے فیصلے کا وہ حصہ نقل کرتے ہیں: جس میں قاضی صاحب کے فیصلے کی تصدیق کرکے ذکریوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا:۔

باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں

حدیث نبویؐ

جو شخص شطرنج چوپڑ وغیرہ کھیلتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔

اقوال زریں (منظوم)

خرچ کرنا ہے تو کیسے میں بھی زر دیکھ لے
پاؤں پھیلانے سے پہلے اپنی چادر دیکھ لے

تجھ کو ہے شادی رچانی بیٹا بیٹی کی اگر!
بک نہ جائیں گھر کے برتن، گھر کا زیور دیکھ لے

بھول کر ہونا نہیں پابندِ رسومات قدیم
ہو گئے کتنے تونگر اس میں، مفلس دیکھ لے

زندگانی آدمی کی اس سے ہو جاتی ہے تلخ؟
جو نہ مانے قرض کے پھندے میں پھنس کر دیکھ لے

اس کا لینا بھی بُرا ہے، اس کا دینا بھی بُرا؟
سود لے کر آزمالے سود دے کر دیکھ لے

بے ضرورت ایک پیسہ بھی نہ ہاتھوں سے نکال
وقت پر کام آئے گا تو پاس رکھ کر دیکھ لے

بے زری جیسی نہیں زیرِ فلک کوئی بلا
حال کیا ہوتا ہے ہر مفلس کا ابتر دیکھ لے

مال کی کثرت اگر منظور ہو خیرات کر
ایک کے دنیا میں دس عقبیٰ میں ستر دیکھ لے

خرچ بے جا ہے نہ اختر اور نہ اچھا بخل ہے
درمیانی چال چل راحت کا منظر دیکھ لے

سید محمد اقبال اختر نقوی بخاری رینالہ خورد

بزمِ ختم نبوت

عرب نوجوان کے قبولِ اسلام پر مسرت

نامعلوم

پچھلے دنوں ہفت روزہ ختم نبوت پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ فلسطین کے ایک عرب نوجوان عودہ صاحب جو کہ مرزا طاہر کے خاص آدمی تھے مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام کی آغوش میں آگئے ہیں۔ اللہ پاک استقامت عطا فرمائے برادرم عودہ صاحب کو اور آپ کو بھی زیادہ سے زیادہ عقیدۂ ختم نبوت کی اور دین کی خدمت اور اشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اپنی رضا نصیب کرے (آمین)۔

اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ دو سال تک عودہ صاحب سے تحریری بات چیت عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق ہوتی رہی اللہ پاک نے محض اپنے فضل و کرم سے اس کا ذہن بدلا اور ہدایت عطا فرمائی۔

ان کی کتابوں سے ایسے ٹھوس دلائل پیش کریں کہ برادرم عودہ صاحب کی طرح سے تمام قادیانی سوچنے پر مجبور ہو جائیں ان لوگوں کے لئے ہدایت کے لئے دعا کریں۔

نہایت اخلاص سے اور اخلاق سے دعوت دیں اور انداز بیان اور انداز تحریر ایسا ہو کہ کٹر سے کٹر مرزائی بھی سوچنے پر مجبور ہو جائے تحریر میں کوئی سخت لفظ نہ ہو کیونکہ مرزائیوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمانوں کے علماء کرام ہم کو تقریر میں تحریر میں گالیاں دیتے ہیں۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں۔ ہدایت کے لئے محنت کوشش کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

آخر میں گزارش ہے کہ محمدی بیگم کا قصہ۔ مرزا غلام احمد انگریز کا خود کاشتہ پودا۔ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کی حیات اور مرزا غلام احمد کی موت کا قصہ اسی طرح کے دوسرے واقعات کے لیے دیگرے چھپوائیں پہلے جو واقعہ چھپوائیں اس پمفلٹ کا نام رکھیں "ایک لاکھ روپیہ نقد انعام" (غلط ثابت کرنے والے کو) پمفلٹ میں "قادیانیوں کی کتابوں کے عکس شائع کئے جائیں دوسرا جو پمفلٹ چھپوائیں اس کا نام رکھئے: دو لاکھ۔

مرزائی سوچ لیں

ڈاکٹر کریم اعجاز کروڑ لعل عیسن

میں کئی ماہ سے ختم نبوت پڑھ رہا ہوں میری دعا ہے کہ رسالہ نکالنے والوں اور ترتیب دینے والوں کو مزید ہمت دے یہ رسالہ مرزائیوں کی صحیح راہنمائی کر رہا ہے انہیں سوچ لینا چاہئے اور صراط مستقیم کو اپنانا چاہئے۔

ہر مرتبہ نیا ٹائٹل

ڈاکٹر فضل الٰہی کروڑ لعل عیسن

میں ختم نبوت کا ہر مرتبہ نیا اور خوب صورت ٹائٹیل دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہوں میں رسالہ نکالنے والوں کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں۔

اسلامی فتوحات

عبدالخالق رحمانی علی والا البصیرہ

آغاز اسلام کے تین سو سال بعد دسویں صدی عیسوی میں یہ حال تھا کہ آباد دنیا کے بیشتر حصہ پر اسلامی حکومت اور اسلامی تہذیب قائم ہو چکی تھی یہ ایک وسیع سلطنت تھی جس کا مذہبی مرکز مکہ اور سیاسی مرکز بغداد تھا مغرب میں یہ سلطنت پورے شمالی افریقہ اور جبرالٹر اور فرانس کے ساحل تک پھیلی ہوئی تھی اس کے آگے پورا اسپین (سوائے استوریا) سسلی اور کریٹ کے جزائر بھی اس میں شامل تھے قبرص تک اس کے اثرات پہنچ چکے تھے۔ اسی طرح جنوبی اٹلس کا شہر باری اسلامی حکومت کے ماتحت تھا اور بعض دوسرے مقامات (مثلاً نامفی) اس کے دائرہ کار اقتدار میں سمجھے جاتے تھے عرب کے شمال میں، آرمینیا اور مشرقی قفقاز اسلام کے مستقل مقبوضات تھے اور مشرق میں پورا عراق، ایران، افغانستان اس کی حدود میں شامل تھا ان ملکوں کے شمال میں ماوراء النہر مغرب میں خوارزم کا علاقہ اور فرغانہ کی وادیاں اور پہاڑ بھی مملکت اسلامی کا حصہ تھے مسلمان دریائے سندھ کو آٹھویں صدی عیسوی میں عبور کر چکے تھے وادی سندھ کے تمام مرکزی حصے ان کے قبضہ میں تھے اسلام کی یہ تمام فتوحات خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے ذریعے حاصل ہوئیں ان کے پیچھے خدا کی عظیم مصلحت شامل تھی اور وہ تھی دنیا سے شرک کا خاتمہ اور قرآن کی حفاظت کا انتظام یہ دونوں کام مکمل طور پر سر انجام پائے تاہم یہی چیز بعد کے مسلمانوں کے لئے فتنہ عظیم بن گئی وہ اسلام کو ان سیاسی تاریخ کی روشنی میں دیکھنے لگے حالانکہ اسلام کو ان کی ابتدائی تعلیمات میں دیکھنا چاہیئے

آج ایک انسان جب اسلام کے احیاء کی بات سوچتا ہے تو اس کے ذہن کے سانچے میں فوراً تاریخ کا احیاء آ جاتا ہے وہ فتوحات تاریخ زندہ کرنے کو اسلام کو زندہ کرنے کے ہم معنی سمجھ لیتا ہے جبکہ اسلام کو زندہ کرنا یہ ہے کہ ایسے افراد تیار کئے جائیں جو خدا کی عظمت و جلال کو محسوس کرنے والے اور اس سے ڈرنے والے ہوں جو دوسرے انسان کے ساتھ معاملہ کریں تو یہ سمجھ کر کہ خدا کے یہاں پوچھ گچھ ہوگی جو دنیا میں آخرت کی خاطر جئیں جو جہنم سے بچ جائیں اور جنت میں داخلہ کو اپنا سب سے بڑا مسئلہ بنا لیں۔

اسلام آخرت کا عنوان ہے لیکن اگر ذہن صحیح نہ ہو تو وہ دنیا کا عنوان بن کر رہ جاتا ہے۔

نشہ

کل مسکر حرام (بخاری)

ہر ایک نشہ والی چیز حرام ہے

تربت مکران میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

از نمائندہ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان مکران ڈویژن کے زیر اہتمام ایک روزہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس بروز جمعہ بمقام آسیاہ آباد تربت میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے نائب امیر مولانا رحمت اللہ چنگوری نے کی مقررین میں مولانا محمد خان شیرانی ایم این اے، امیر جمیعت علماء اسلام صوبائی وزیر بلدیات مولانا نور محمد، وزیر آب پاشی برقیات حاجی سید عبدالرحمن آغا، مولانا مفتی احتشام الحق آسیاآبادی جوائنٹ سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان، مولانا عبدالغفار خطیب تربت مولانا محمد الیاس، مولانا عبدالغفور دامانی، قاری فضل الرحمن فاروق، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مکران ڈویژن اور دیگر علماء نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر صورت میں کیا جائے گا۔ مقررین نے کہا کہ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم فرما دیا ہے۔ اور اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمانوں نے کسی بھی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا۔ مقررین نے کہا کہ موجودہ دور میں ذکری اور قادیانی ایک گہری سازش کے تحت مسلمانوں کے لباس میں امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم خطرے کا الارم دے چکے ہیں۔ ان دونوں گروہوں کا تعاقب کرنا اور مسلمانوں کو ان کے کفریہ عقائد سے مطلع کرنا علمائے امت کا فریضہ ہے حکومت کو چاہئیے کہ ان ہر دو گروہوں کی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے ورنہ مسلمان علماء کی قیادت میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اور قادیانی اور ذکری کو نیست و نابود کرنے کے لئے کسی مالی و جانی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مطالبات کو حکومت وقت تک پہنچانے کے لئے کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں پاس کروائیں۔

"قراردادیں"

(۱) تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا عظیم اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ذکریوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے (۲) ذکریوں کے نام نہاد حج جو ۲۷ رمضان المبارک کو کوہ مراد تربت پر کرتے ہیں پر فوراً پابندی لگائی جائے۔ کیونکہ یہ شعائر اللہ کی توہین ہے اور پوری اسلامی دنیا میں پاکستان کی رسوائی ہے۔ (۳) قادیانی اور ذکریوں کو مملکت کے مرکزی اور صوبائی محکموں میں کلیدی اسامیوں سے فوراً برطرف کردیں۔ (۴) قادیانی اور ذکریوں کے لٹریچر پر پابندی لگائی جائے اور قادیانیوں کے اخبار روزنامہ الفضل پر بھی پابندی لگائی جائے۔ (۵) حالیہ ذکری پیشوا سید علی شاہ نے جو مناظرے کا چیلنج دیا ہے اس کو قبول کرتے ہوئے حکومت اور ذکریوں سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر سید علی شاہ مناظرے سے فراری اختیار کر رہا ہے تو دوسرے ذکری پیشوا آکر مناظرہ کریں۔

مولانا محمد انذر عثمانی کو صدمہ

لاہور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا محمد انذر عثمانی کے والد محترم اور بزرگ احراری رہنما حاجی شیر محمد صاحب مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب مرحوم مجلس تحفظ ختم نبوت اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے پرانے متعلقین میں سے تھے حاجی صاحب مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند متقی دیندار خوش اخلاق علماء کے خادم اور باعمل شخص تھے حاجی صاحب مرحوم کی اکثر زندگی عبادت الٰہی میں صرف ہوئی اور عرصہ ۳۵ سال سے حاجی صاحب مسجد کی تعمیر و ترقی میں مصروف عمل تھے حاجی صاحب مرحوم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پاکستان سے دو مرتبہ حج کرنے کے لئے پیدل گئے حاجی صاحب مرحوم کی کوششوں سے (چوک پرمٹ) تحصیل علی پور ضلع مظفرگڑھ میں ایک عظیم الشان مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ قائم ہوا اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے ان کی ڈیرہ برادری نے ایک مربع زمین مدرسہ کے نام کردی آجکل مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام ہے حاجی صاحب مرحوم کے تحفظ ختم نبوت کے تمام بزرگان سے ذاتی مراسم تھے حاجی صاحب مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں اللہ تعالیٰ حاجی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

قادیانیوں کی شرانگیزیوں کا نوٹس لیا جائے

مولانا عبدالکریم نیاز

علاقہ جگووالہ تحصیل شجاع آباد میں گذشتہ کئی ماہ سے ہائی سکول جگووالہ کا مرزائی ٹیچر اپنے جھوٹے نبی غلام قادیانی کی ناپاک تعلیمات کی تبلیغ میں مصروف ہے اور اسلامی شعائر کو اپنا کر مسلمانوں کی غیرت کو للکار رہا ہے۔" ان کی ناپاک سازشوں کی روک تھام کرنے کے لئے مدرسہ عربیہ نصیر الاسلام تاجے والا ۷/۱۰ جگووالہ میں گذشتہ روز یک روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں علامہ محمد عبدالکریم خان نیاز مدظلہ کے علاوہ علاقہ بھر کے علماء کرام نے خطاب فرمایا اور قادیانیت کے ناپاک عزائم سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ علامہ عبدالکریم نیاز نے اپنے خطاب میں فرمایا۔ اسلام خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر مکمل ہوگیا۔ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا گیا قیامت تک اب کوئی نبی ظلی یا بروزی نہیں آئے گا۔ اب جو نبوت کا دعویٰ کرے گا مسلمان اس کا تعاقب کریں گے انہوں نے موجودہ حکومت پر زور دیا کہ وہ قادیانیت کی سرپرستی سے باز آجائے ورنہ اسلامی جماعتیں متحد ہو کر ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی طرح تحریک چلائیں گی۔ جلسہ سے مولانا غلام یٰسین اور محمد افضل احرار نے بھی خطاب کیا۔

نام نہاد کمیشن برحقوق انسانی کی رپورٹ گمراہ کن ہے

مسلمانوں کو اسلام دشمن عناصر سے ہوشیار رہنا چاہئے

حافظ محمد ادریس - لاہور

چک سکندر ضلع گجرات میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان گزشتہ عید الاضحٰی کے موقع پر ماہ جولائی ۱۹۸۹ء میں ایک خون ریز تصادم ہوا تھا جس کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہی ہیں۔ ابھی حال ہی میں کمیشن برائے حقوق انسانی کی قائم کردہ ایک کمیٹی نے اس واقعہ کی متعلق اپنی رپورٹ بعض اخبارات میں چھپوائی ہے۔ جو ڈاکٹر مبشر حسین، حنا جیلانی، جاوید جبار، اور شاہ تاج قزلباش پر مشتمل کمیٹی کی رپورٹ میں نے "پاکستان ٹائمز" کے ۸ جنوری کی اشاعت میں دیکھی ہے یہ رپورٹ انتہائی متعصبانہ، گمراہ کن اور حقائق کے منافی ہے۔ اس رپورٹ نے کمیشن کا پول کھول دیا ہے۔ اگر ایسے ہی جانبدار "کمیشن حقوق انسانی" کی "حفاظت" کے لئے قائم کئے جاتے رہیں گے تو پھر انسانیت کا خدا ہی حافظ ہے۔ کمیٹی کے ان ارکان کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے کہ یہ اسلام دشمن حلقے کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اسلامی قوانین کا بارہا مذاق اڑا چکے ہیں مغرب کی ذہنی و فکری غلامی میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس ایک طرفہ کمیٹی سے انصاف کی توقع تو نہ تھی مگر ان کی جسارت اور رپورٹ چھپوانے کی دیدہ دلیری پر یہی کہا جا سکتا ہے "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"

اس کمیٹی نے نہ معلوم کب اور کس سے ملاقات کی ہے، رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ کمیٹی کو ہر حال میں قادیانیوں کی حمایت کرنی تھی، خواہ حقائق اس کا ساتھ دیں یا نہ دیں۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ موضع چک سکندر میں قادیانیوں کو معاشرتی، معاشی، اور سیاسی لحاظ سے برتری حاصل تھی۔ اور وہ مقامی مسلمانوں سے انتہائی ذلت آمیز اور ظالمانہ سلوک روا رکھتے تھے۔ چند سال قبل قادیانی گھرانے کا ایک نوجوان محمد امیر مسلمان ہوا، اور اس نے قادیانیوں کے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ قادیانیوں نے جبر و استبداد سے یہ آواز دبانا چاہی، مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی۔

گزشتہ سال قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک آدھ مرتبہ جھگڑے ہوئے جن کے مقدمات تھانہ کھاریاں میں درج ہیں جن کی کارروائی عدالتوں میں زیر سماعت رہی ہے۔ اس عرصے میں گاؤں کے معززین نے فریقین میں یہ معاہدہ کرا دیا کہ مقدمات عدالتوں میں لڑے جائیں اور گاؤں میں اشتعال سے گریز کیا جائے اس معاہدے کی ایک شق یہ تھی کہ آتشیں اسلحہ لے کر گاؤں میں چلنے پھرنے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ جھوٹے نبی کے جھوٹے پیروکاروں سے یہ توقع عبث تھی کہ وہ اپنی بات پر قائم رہیں گے چنانچہ عید الاضحٰی کے روز قادیانیوں نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی اس پر ایک جرگہ میں قادیانیوں کو مورد الزام ٹھہرایا گیا۔ قادیانیوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اس پر معذرت بھی کی، مگر عید کے دوسرے روز قادیانیوں نے ایک چوبارے میں مورچہ سنبھال کر ایک مسلمان نوجوان احمد خان کو شہید کر دیا۔ اس طرح شرارت قادیانیوں کی طرف سے تھی، جس کے نتیجے میں قدرتی طور پر مسلمان آبادی میں غم و غصہ اور اشتعال پھیل گیا۔ اس کے بعد عام لڑائی شروع ہو گئی، جس میں تین قادیانی قتل ہو گئے مگر گاؤں کے لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ یہ قادیانی بھی دراصل ان کے اپنے فرقے کی فائرنگ سے مارے گئے تھے۔

میں نے اس واقعہ کے فوراً بعد چک سکندر کا خود دورہ کیا تھا اور اصل صورت حال معلوم کی تھی۔ گھروں کو آگ لگانے کا سلسلہ بھی قادیانیوں کی طرف سے شروع ہوا۔ جنہوں نے احمد خان کو گولی مارنے کے بعد مسلمانوں کے لیڈر محمد امیر کے دو بھائیوں کے گھروں کو آگ لگا دی۔ ان کے پیش نظر یہ تھا کہ مسلمان آگ بجھانے کے لئے گلی میں نکلیں گے تو ان کو اپنے مورچے سے فائرنگ کر کے بھون ڈالیں گے، مگر مسلمان ان کی اس سازش کو سمجھ گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مکانوں کو جلنے دیا اور اپنی جانیں بچا لیں۔ اس دوران قادیانیوں نے کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن، ڈی سی گجرات، ایس پی گجرات اور دیگر افسران بالا سے براہ راست رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ اس کا ذکر کمیشن کی متعصبانہ رپورٹ میں بھی ہے۔ قادیانیوں کا منصوبہ یہ تھا کہ مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے بعد وہ اپنے آپ کو انتظامیہ کے حوالے کر دیں گے اور یوں بحفاظت یہاں سے نکل سکیں گے مگر قدرت نے ان کی سازشوں کو انہی پر الٹ دیا۔

قادیانیوں کی اس اشتعال انگیزی اور جارحیت کے بعد گرد و نواح کے دیہات سے مسلمان آبادی چک سکندر میں جمع ہو گئی اور انہوں نے قادیانیوں پر حملہ بولنے کا اعلان کر دیا تاہم اس وقت تک پولیس کی بھاری نفری گاؤں میں پہنچ چکی تھی جس کی حفاظت میں قادیانی گاؤں سے نکل گئے اور ربوہ چلے گئے۔ پولیس گارد تقریباً ایک ماہ تک بھاری مقدار میں گاؤں میں موجود رہا۔ قادیانی پروپیگنڈے کے ذریعے اپنے ظلم و زیادتی کو چھپانا اور مظلومیت کا لبادہ اوڑھنا چاہتے ہیں کمیشن کی یہ جانبدارانہ کارروائی قابل مذمت ہے اصل حقائق رپورٹ کے برعکس ہیں۔

مسلمان علماء اور دانش وروں کو ایسے نام نہاد کمیشنوں سے ہوشیار رہنا چاہئے اور ان کا بروقت نوٹس لینا چاہئے۔ قادیانیوں کے پیچھو مختلف ناموں اور لبادوں سے ان کا کام کر رہے ہیں۔ مجاہدین ختم نبوت کو کھلے قادیانیوں اور گستاخان رسول ﷺ کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے نقاب پوشوں کو بھی کھولنا چاہئے جو مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے اسلام کے خلاف مذموم سازشوں میں مصروف ہیں۔

ربوہ میں ۱۳ سرکردہ قادیانیوں کے خلاف مقدمہ

قادیانیوں کو قانون کا پابند بنایا جائے، خطیب ربوہ مولانا خدا بخش

ربوہ میں قادیانیوں کی عبادت گاہوں اور عمارات پر بنگلہ جات کلمہ طیبہ اور قرآن پاک کی آیات لکھی ہوئی موجود ہیں جس پر مجلس عمل وغیرہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے احتجاج کیا گیا کہ قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ کو محفوظ کیا جائے کیونکہ مسلمان قرآن پاک اور کلمہ طیبہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے لیکن قادیانیوں کی طرف سے ہٹ دھرمی اور قانون کی بغاوت جاری رکھی گئی۔ گذشتہ دنوں خطیب ربوہ مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے ایس ایچ او صاحب تھانہ ربوہ کو ایک تحریری درخواست دی اور کہا کہ ربوہ میں قانون کی بغاوت کے ذمہ داران کے سرکردہ افراد ہیں۔ لہٰذا ان کے خلاف کارروائی کی جائے جن کے نام یہ ہیں۔ اسلم شاہ منگلا بیگ ایڈیشنل سیکرٹری، مرزا طاہر احمد، مرزا منصور احمد ناظر اعلیٰ امیر مقامی ربوہ، میجر حمید احمد ناظم جائیداد، نور احمد ناظم ضیافت، چوہدری حمید اللہ صدر مجلس تحریک جدید، مرزا خورشید احمد ناظم امور عامہ، مولوی سلطان محمود انور ناظم اصلاح و ارشاد، سید محمود احمد پرنسپل جامعہ احمدیہ، حکیم خورشید، مرزا غلام احمد، مرزا عبدالصمد سیکرٹری بہشتی مقبرہ۔ مولانا کی درخواست پر ان افراد کے خلاف نمبر ۲۹۸ سی کے تحت پرچہ درج ہوا۔

مولانا نے حکومت پنجاب سے پرزور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو قانون کی خلاف ورزی پر سزا دی جائے اور ان کو قانون کا پابند کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کا علاج وہی ہے جو خلیفہ اول رسولؐ صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب کا کیا تھا۔ اس لئے ارتداد کی شرعی سزا نافذ کر کے مرزائیوں کا علاج کیا جائے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا خانیوال میں خطاب

مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے جامع مسجد ایک مینار خانیوال میں جمعۃ المبارک پڑھایا۔ [illegible] کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے "ختم نبوت" کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالی۔

انہوں نے فرمایا ہمارے عوام الناس اور پڑھا لکھا طبقہ مرزائیوں اور قادیانیوں کی شرپسندی اور اسلام دشمنی کا [illegible] پر صرف یہ سوچ کر کہ وہ بھی ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں۔ ان کا کلمہ بھی گویا ایک ہے۔ ان مرتدوں اور ہم میں کوئی فرق نہیں۔ اگر غور کیا جائے تو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نبوت کا دعویٰ کرنے والا مسیلمہ کذاب کا طریقہ عبادت بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملتا تھا مگر چونکہ وہ کہتا تھا

دوسرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی نبی ہیں۔ میں آپ کی نبوت تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن میں بھی نبی ہوں۔ "نعوذ باللہ" وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف آخری نبی ماننے سے انکار کرتا تھا۔ اسی لئے اسے منکر اور مرتد قرار دیا اور اس کے خلاف اعلان جہاد کیا گیا۔ مسلمان ہونے کے لئے کامل ایمان کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ دائرہ اسلام سے اخراج کے لئے ذرہ بھر کمی بھی کافی ہے۔ اس کی مثال آپ یوں سمجھئے کہ ایک پانی کی ٹینکی کو یا کسی برتن کے لئے تو یہ چیز ضروری ہے کہ اس میں موجود تمام پانی پاک ہو مگر جب کہ ناپاکی پیدا کرنے کے لئے اس میں چند گھونٹ شراب یا چند قطرے پیشاب ہی کافی ہے۔ اسی معمولی سی ملاوٹ سے تمام پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ بالکل یہی صورت مرزائیت اور قادیانیت کے عقائد سے متعلق ہے۔ کہ جب کوئی فرد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کرتا ہے۔ تو وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ "ختم نبوت" کا تحفظ ایک ایسا مشن اور ایسا عمل ہے جس کا حکم مبارک خود نبی آخر الزمان نے فرمایا۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خصوصی طور پر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے منحوس اسود عنسی کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ اور پھر حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو حضرت فیروزؓ کی کامیابی اور اسود عنسی کے واصل جہنم ہونے کی خبر دی اور آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔ گویا یہ ایک ایسا فریضہ اور ایک ایسا عمل ہے کہ اس کے کرنے سے انسان اپنا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہیوں میں سپاہ نبی کے طور پر لکھوا سکتا ہے۔ اگر آپ کے شہر، آپ کے علاقے سے ایک شخص بھی قادیانیوں کی چکنی چپڑی باتوں کا لالچ یا فریب سے مرتد ہو جاتا ہے۔ تو اس کی ذمہ داری پورے علاقے پر عائد ہوتی ہے۔ کہ آخر آپ نے "ختم نبوت" کا تحفظ کیوں نہ کیا۔ آیئے ہم آج ہی سے عہد کریں کہ ہم قادیانیوں کے خلاف کھل کر اعلان جنگ کرتے ہیں۔ ان کی شرپسندی، مکر و فریب کا جادو نہیں چلنے دیں گے۔ ان کے مکروہ عزائم کی گرفت سے لوگوں کو بچائیں گے اور "ختم نبوت" کے لئے اپنے جان، مال غرض یہ کہ کسی طرح کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔"

مولانا نے واضح طور پر بتایا کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے ہونے والے کام اور اس غرض سے دی جانے والی قربانیوں کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ نے غیر ممالک میں قادیانی اور مرزائی سفیر مقرر کر کے انہیں تاثر دیا کہ پاکستان قادیانی سٹیٹ ہے۔ مگر مسلمانوں کی ایک

باقی صفحہ آخر پر

بقیہ: خلافت صدیقؓ

دعویٰ کیا اور اسلامی حکومت کو تقسیم کرنے کی اسکیم سوچی یمن میں اسود عنسی نے نجد میں طلیحہ نے سر ابھارا بنی اسد بنی غطفان کا لشکر جرار اس کے ساتھ ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل تمیم میں جو امرا مقرر کئے ان میں بھی انتشار پیدا ہو گیا۔ بحرین میں ارتداد کا فتنہ ابھرا بنی بکر کا سردار حطم بھی باغی ہو گیا اس نے قطیب کے لوگوں کو متاثر کیا۔ باغیوں کے ایک وفد نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس حاضر ہو کر کہا ہم نماز روزے کے لئے تیار ہیں مگر زکوۃ معاف کر دیجئے۔ اس موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قوت فیصلہ رعایت دینے کے حق میں تھی مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دور س نگاہ نے فیصلہ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے قانون کا ایک لفظ بھی نہیں بدل سکتا۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے لیے حضرت اسامہؓ کی کمان میں فوج بھیجنے کا ارادہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ اس مہم کو ملتوی کر دیا جائے حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کیا اے خلیفۃ الرسول! لوگوں کی تالیف قلب کیجیے تو آپؓ نے فرمایا۔ اجبار فی الجاهلية وخوار فی الاسلام کیا جاہلیت میں اتنے سخت تھے اسلام میں ایسے بزدل ہو گئے ہو سمجھ لو انہ قد انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حی، وحی کا آنا بند ہو گیا دین پورا ہو گیا اب دین میں کمی کی جائے اور میں زندہ رہوں؟ چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس لشکر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص محاذ کے لیے مقرر کیا تھا میں اس کو محاذ پر ضرور بھیجوں گا۔ حضرت اسامہؓ شام کی مہم پر گئے اس سے باغی اخوان پر یہ اثر ہوا مدینہ منورہ کی حکومت کا رعب اور دبدبہ بڑھ گیا۔ ایک سال نہ گزرا تھا کہ تمام نظم و نسق درست ہو گیا ایران و روم کے محاذ پر دفاعی کوششوں کا اس طرح ظہور ہوا جس سے خلافت صدیقی کا دائرہ خلیج فارس سے بحیرہ روم تک وسیع ہو گیا

(۵) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایران کے گورنر جنرل ہرمز کو اطلاع دی کہ تمہارے مقابلہ میں ایک ایسا لشکر آ رہا ہے جس کا ہر سپاہی موت کو اسی طرح دوست رکھتا ہے جس طرح تم زندگی کو۔ حضرت خالدؓ کی کمان میں یہ مہم شروع ہوئی باتقیاء سے فراض تک ایرانی قوت ٹوٹ گئی اور فارس کی تباہ کن شہنشاہیت کا خطرہ نہ صرف پائمال ہو گیا بلکہ ایرانی شہنشاہیت کے محلات میں دراڑیں پڑ گئیں جس کا نتیجہ فاروقی حکومت میں ایرانی شہنشاہیت نیست و نابود ہو گئی۔

(۶) روم کی سلطنت دنیا کی بہت بڑی سلطنت تھی اگرچہ اس کے دو حصے ہو چکے تھے مشرق کی بزنطینی کا پایہ تخت قسطنطنیہ تھا اور واطور پر شام، مصر اور ساحل بحرۂ روم پر قابض تھی۔ یہ رومی اسلامی نظام کے اصلاحی فیضان کے سخت دشمن تھے اس عادلانہ نظام کو ختم کر دینا چاہتے تھے۔ اس لئے ۸ھ میں موتہ کے مقام پر ۹ھ کو تبوک کے مقام پر دونوں طاقتوں کا مقابلہ ہوا ۱۱ھ کو نوجوان اسامہؓ کی کمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس محاذ کے لئے لشکر تیار کیا ۱۲ھ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس محاذ کو اپنی کمان میں لیا اور یرموک کی جنگی لائن کو فتح کر کے آئندہ کے لئے میدان صاف کر دیا آپ کے خلافت و امارت کے مقدس و مبارک دور میں داخلی طور پر اسلامی ریاست کو استحکام نصیب ہوا۔ ۱۳ھ میں آپؓ کی وفات ہوئی تو اسلامی حکومت ایران و شام تک پہنچ گئی۔ عراق سے انبار تک شام اجنادین تک اسلامی ریاست کی حدیں بڑھ گئیں اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ عہد نبوی ؐ کے اصحابؓ نے اسلامی حکومت کا پہلا قائد منتخب کرنے میں کس درجہ بصیرت اور ایمانی قوت کا اظہار کیا حکومت کے کاموں کے لئے ایسے شخص کا انتخاب ضروری تھا جو شدید سے شدید طوفان کے وقت دل و دماغ سے بے کہ ایک پختہ چٹان بن گیا اور بہر نازک موقع پر صف اوّل کا پہلا شخص ثابت ہوا۔

بقیہ: شیخ الہندؒ

اکراہ" نہ بنایا جائے۔

۱۰۔ ہر کام صرف رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر انجام دیا جائے اور کوئی معاوضہ مطلوب نہ ہو۔

آج کے دور میں ہماری ناکامی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہم نے اکابرین اور دوسرے شیخ الہند کے پروگرام پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اور اس طریق کار پر ہم عمل پیرا نہیں ہیں جس پر ہمارے اکابرین عمل کرتے تھے۔

اسلام کی جامعیت کا تقاضا یہ ہے کہ علما کرام منبر و محراب کے فرض کو ضرور بجا لائیں اور مدرسے کے فرائض کو ضرور پورا کریں لیکن ملکی سیاست اور قوم کے معاملات میں وہ رول اپنائیں جو رول کو شیخ الہند نے اپنایا اور دوسرے اکابرین نے اپنے وقت میں ادا کیا تھا۔ اگر آج بھی ہم شیخ الہندؒ اور دوسرے اکابرین کے کردار پروگرام طریق کار کو اپنائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی ہمارا مقدر نہ ہو گی۔ لیکن اس کے لئے مسلسل عمل اور پیہم جدوجہد کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شیخ الہند کے پروگرام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بقیہ: سچا راستہ

آج عبدالعزیز مسلمان ہوئے مکمل ایک سال ہو چکا ہے اور امام صاحب اور عبدالعزیز کا عمرہ کا پروگرام ہے عمرہ کرنے کے بعد عبدالعزیز امام صاحب سے اجازت چاہتا ہے کہ وہ جوان ہے اور جہاد میں جانے کی اجازت چاہتا ہے امام صاحب با خوشی اجازت دے دیتے ہیں اور وہ جہاد افغانستان کے لئے روانہ ہو گیا۔

آج عبدالعزیز کے جہاد پر گئے ہوئے پورے تین ماہ ہو چکے ہیں جمعہ کے خطبے اور نماز کے بعد جب وہ اپنے کمرہ میں داخل ہوئے۔

قرآن کے لئے ایک پیغام ملا اور وہ یہ تھا کہ "عبدالعزیز جہاد میں شہادت نوش فرما گیا"

امام صاحب کو عبدالعزیز کی باتیں یاد آگئیں جب وہ اجازت مانگنے کے لئے آیا تھا اور اس کے الفاظ یاد آگئے

امام صاحب میں جہاد میں جانے کا جذبہ رکھتا ہوں تاکہ میں شہادت کو پا کر اپنے خون سے اپنے گناہ دھو سکوں

امام صاحب کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا "عبدالعزیز تم نے سچا راستہ پا لیا۔"

Hamdard
PEEL'J TO
پیلو کی بازیافت
مِسواک سے
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ تک
پیلو کے مؤثر اور مجرب اجزا پر مشتمل ایک مکمل طبی ٹوتھ پیسٹ پیش کر کے ہمدرد نے حفظِ دنداں کی دنیا میں بھی اوّلیت حاصل کر لی ہے۔
پیلو صدیوں سے دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی مضبوطی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہمدرد کی تحقیقِ بدیہ نے پیلو کے ان افادی اجزاء اور دوسری مجرب جڑی بوٹیوں سے ایک جامع فارمولے کے مطابق ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ تیار کیا جو پوری طرح دانتوں اور مسوڑھوں کی حفاظت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
ہمدرد
پیلو ٹوتھ پیسٹ
Hamdard
پیلو کے اوصاف مسوڑھے مضبوط دانت صاف
اُدارا فلاق
پاکستان سے محبت کرو۔ پاکستان کی تعمیر کرو
Adarts-HTP-3/85

بقیہ: محرکات شر

کو ٹھکانہ تک نہ تھا۔

کائنات کا موجودہ انتشار معاشرے کے غریب لوگوں امیر طبقوں میں بٹ جانے کے باعث ہے۔ سرداروں، چودھریوں، میاؤں، اور خانوں نے اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے غریب طبقے پر مظالم ڈھاکر طبقاتی جنگ کو ہوا دی۔

شر کی تقویت کا ساتواں سبب ناپ تول میں کمی کرنا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ حضرت شعیبؑ کی قوم ناپ تول میں کمی کرنے کی عادی تھی وہ مال خریدتے وقت ناپ تول سے زیادہ وصول کرتے جبکہ فروخت کے وقت مقررہ ناپ یا تول سے کم دیتے۔ یہی بیماری اس قوم کی تباہی کا باعث بھی بنی۔ دراصل وہ اپنے مالوں کو اپنی مرضی سے تصرف میں لانے کے خواہشمند تھے۔ حرص اور لالچ نے ان پر اس حد تک غلبہ پالیا کہ وہ کسی طور پر اس عادت قبیح کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوتے الٹا حضرت شعیبؑ کو سنگسار کرنے کی دھمکی دیتے۔

نہ جانے کیوں پاکستانی قوم کے بیشتر بچے دیدہ دلیری سے ناپ تول میں کمی کے ذریعہ کمائی ہوئی دولت پر ناز کرتے ہوئے اترا کے چلتے ہیں۔

آٹھواں محرک شر حکمرانوں کا اپنی رعایا کے ساتھ امتیازی سلوک ہے۔ قرآن پاک کی رو سے ماضی میں فرعون اس عارضہ کا پیکر بنا اور اپنے ظلم و بربریت کا نشانہ بے کس و لاچار انسانوں کو بنایا۔ حضور پاکؐ نے امتیازی سلوک روا رکھنے سے منع فرمایا۔

بقیہ: عریانیت

عورت کا مذہبی فریضہ ہے۔

معاشی حیثیت میں فرق کے باوجود پردہ تمام مسلم خواتین کو یکساں حیثیت دے دیتا ہے۔ عورت غریب ہو یا معمولی شکل و صورت کی، پردہ عورت کو یکساں وقار بخشتا ہے پردے سے عورت کو خودداری کی آزادی ملتی ہے۔ ایک نہیں ایسی بیسیوں خواتین موجود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شہرت اور کامیابی عطا کی ہے، لیکن انہوں نے پردہ ترک کرنا گوارہ نہیں کیا اور تعلیم میں مغربی یونیورسٹیوں اور نام نہاد اسلامک ریسرچ سنٹروں کے فارغ لوگوں سے بھی کہیں زیادہ آگے ہیں۔

جماعتی رفقاء، لائبریریوں کے انچارج اور اہل علم حضرات سے ایک دردمندانہ درخواست

رد قادیانیت پر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ صدی میں اتنا لکھا ہے کہ اس پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ رد قادیانیت کی کتابوں کے تعارف پر فقیر نے کام شروع کیا جو گذشتہ ایک سال سے جاری ہے۔ اس کے لئے پاکستان کے متعدد ذاتی و قومی کتب خانوں کی گرد جھاڑی۔ اللہ رب العزت کا فضل و احسان ہے کہ اس وقت تک ساڑھے آٹھ سو کتب و رسائل کے تعارف کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ تعارف میں کتاب کا نام، مصنف، صفحات، سن اشاعت اور موضوع و مباحث کی پوری تفصیل آگئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر دفتر ملتان کی لائبریری میں اس عنوان پر اتنا ذخیرہ کتب ہے کہ اتنا شاید دنیا کی کسی لائبریری میں نہ ہو۔ تاہم یہ بھی واقعہ ہے کہ اس عنوان پر لکھی گئی کتب و رسائل کی بہت بڑی تعداد ہماری دسترس سے اس وقت بھی باہر ہے۔

اسلئے جماعتی رفقاء، قومی لائبریریوں کے انچارج حضرات، اور اہل علم سے درخواست ہے کہ ان کے پاس رد قادیانیت پر جتنی کتابیں ہوں ان کی فہرست کتاب کا نام بمع مصنف کے کوائف مرتب کر کے ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔ یہ ایک بہت بڑی قومی خدمت ہوگی آپ کی مرسلہ فہرست میں کوئی ایسی کتاب ہوئی جس کے دیکھنے کی ضرورت ہوگی تو فقیر خود حاضری دے گا بہت ہی زیادہ تاکید و ادب کے ساتھ،

آپ کا مخلص: اللہ وسایا

کیا یہ کتاب آپ کے پاس ہے؟

حضرت مولانا محمد علی مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ قادیانیت کی تردید میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ نے اتنی رسائل و کتابیں لکھیں اور اپنے حلقہ سے لکھوائیں کہ اس پر وہ پوری امت کیطرف سے تشکر کے مستحق ہیں آپ کے زمانہ میں رد قادیانیت کے تعارف و فہرست پر مشتمل ایک کتاب لکھی گئی جو خانقاہ مونگیر بھارت سے شائع ہوئی جس کا نام "حفاظت ایمان کی کتابیں" تھا اسی کتاب سے رد قادیانیت کی کتابوں کی فہرست حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قائد قادیان میں بھی دی ہے۔ "حفاظت ایمان کی کتابیں" نامی کتاب ہمارے مرکزی دفتر ملتان کی لائبریری کے لئے درکار ہے اندرون ملک یا بیرون ملک بالخصوص انڈیا کے جس عالم دین کی لائبریری میں یہ کتاب ہو اصل یا فوٹو سٹیٹ ذیل کے پتہ پر مہیا کر کے ممنون احسان فرمائیں

والسلام

(مولانا) اللہ وسایا دفتر ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

اِحتسابِ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ رسائل کا مجموعہ، بہترین جلد، آرٹ پیپر کا رنگین کور، عمدہ کاغذ، لاجواب طباعت کمپیوٹر کتابت، صفحات ۲۸۰ ۔ جسے عالمی مجلس کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت نے سال ختم نبوت ۱۹۸۹ء کے آخری تحفہ کے طور پر شائع کیا ہے جس میں "مولانا مرحوم" کی کتاب "ترکِ مرزائیت" جو عرصہ دراز سے نایاب تھی، جس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری تصنیف "خاتم النبیین" میں اس کے حوالہ جات نقل کیے تھے، وہ بھی شامل اشاعت ہے، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر جو کچھ "ردِ قادیانیت" پر تحریر کیا، ان سب کو اس مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس کی کل اصل قیمت ساٹھ روپے ہے۔ مگر مجلس نے رعایتی قیمت صرف پچیس ۲۵ روپے میں فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ڈاک خرچ دس روپے کل ۳۵/- روپے کا منی آرڈر بھیج کر کتاب کو حاصل کرنے کا نادر موقعہ ہے۔ محدود اشاعت ہے۔ آج ہی خریدار بنیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ترسیل زر کیلئے

ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت، حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان، فون نمبر ۴۰۹۷۸

بقیہ: مولانا اللہ وسایا

کامیاب تحریک عظیم قربانیوں کے بعد مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھوں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں کامیاب ہوئی۔ بعد ازاں ایک تحریک کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے آرڈیننس کے ذریعے ان مرتدوں کے ہاتھ مزید باندھ دیئے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان جسے مرزائی "قادیانی سٹیٹ" بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے چند روز قبل روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اخباری اطلاع کے مطابق مرزا طاہر نے یہاں سے مایوس ہو کر قادیانیت کا ہیڈ کوارٹر لندن منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مگر ہم انشاء اللہ ختم نبوت کے دشمنوں کا زمین پر وجود نہیں چھوڑیں گے۔

تمام حاضرین نے وعدہ کیا کہ وہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے تن من دھن کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ یاد رہے آج سے چند ماہ پیشتر مولانا اللہ وسایا صاحب نے خانیوال میں خطاب کرتے ہوئے لوگوں کو مرزائیوں کی مصنوعات مثلاً شیزان وغیرہ کا بائیکاٹ کرنے کو کہا تھا۔ جس کا لوگوں نے بہت اچھا اثر قبول کیا۔ اور اس کے بعد خانیوال میں شیزان کی مصنوعات تقریباً ناکام ہو گئیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن پر بے جا پولیس تشدد کی مذمت

لاہور۔ طلبہ تحریک تحفظ ناموس رسالت جامعہ پنجاب کے مرکزی راہنماؤں محمد صابر شاکر، محمد عاشق انجم، محمد قدیر شہزاد اور سید منظور الحسن شاہ نے اپنے ایک اخباری بیان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن فیاض احمد پر تھانہ وحدت کالونی میں پولیس کی طرف سے کئے گئے بے جا تشدد پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال ٹاؤن کے آصف بلاک میں قادیانی کھلم کھلا صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اور مقامی پولیس قادیانیوں کے خلاف صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی پر کارروائی کرنے کی بجائے قانون کی سربلندی کے لئے آواز اٹھانے والے بے گناہ مسلمانوں پر قادیانیوں کے ایماء پر تشدد کر رہی ہے۔ انہوں نے واضح کیا ہے کہ قادیانیوں نے تھانہ وحدت کالونی کے عملہ پولیس کی ملی بھگت سے اور صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی پر مسلسل چشم پوشی سے اگر علاقہ کے حالات خراب ہوتے تو اس کی تمام تر ذمہ داری مقامی انتظامیہ اور قادیانیوں پر ہو گی۔ انہوں نے تھانہ وحدت کالونی کے اے ایس آئی حماد اختر کو معطل کرنے کے فیصلے کو سراہتے ہوئے یہ مطالبہ کیا ہے کہ متعلقہ تھانہ کے تمام عملہ پولیس کو معطل کر کے ان کے خلاف فوری قانونی کارروائی کی جائے۔